اِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ ۚ عَسٰى اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا

رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴

ٹیلیفون: ۴۴۹

روزنامہ الفضل ربوہ

سیرۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم نمبر
جلد نمبر ۳۶ / ۷۱
بروز منگل
نمبر ۲۹۲

۱۱ ربیع الاول ۱۴۰۳ھ
۲۸ فتح ۱۳۶۱ ہش
۲۸ دسمبر ۱۹۸۲ء
قیمت: چار روپے

ایڈیٹر: مسعود احمد دہلوی

ارشاداتِ عالیہ سیدنا حضرت اقدس

اس زمانہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کرنے والا بلاشبہ قبر میں سے اُٹھایا جاتا ہے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

میرا ذاتی تجربہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سچے دل سے پیروی کرنا انسان کو خدا کا پیارا بنا دیتا ہے

اس کا باعث کوئی بزدلی یا کمزوری نہ تھی بلکہ خدا کا حکم سن کر انہوں نے ہتھیار ڈال دیئے

"ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا دعویٰ آفتاب کی طرح چمک رہا ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی جاودانی زندگی پر یہ بھی بڑی ایک بھاری دلیل ہے کہ حضرت ممدوح کا فیض جاودانی جاری ہے اور جو شخص اس زمانے میں بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کرتا ہے وہ بلاشبہ قبر میں سے اُٹھایا جاتا ہے۔ اور ایک روحانی زندگی اس کو بخشی جاتی ہے۔ نہ صرف خیالی طور پر بلکہ آثار صحیحہ صادقہ اس کے ظاہر ہوتے ہیں اور آسمانی مددیں اور سماوی برکتیں اور روح القدس کی خارق عادت تائیدیں اس کے شامل حال ہو جاتی ہیں اور وہ تمام دنیا کے انسانوں میں سے ایک متفرد انسان ہو جاتا ہے۔ یہاں تک کہ خدا تعالیٰ اس سے ہمکلام ہوتا ہے اور اپنے اسرار خاصہ اُس پر ظاہر کرتا ہے اور اپنے حقائق و معارف کھولتا ہے اور اپنی محبت و عنایت کے چمکتے ہوئے علامات اس میں نمودار کر دیتا ہے اور اپنی نصرتیں اس پر اتارتا ہے اور اپنی برکات اس میں رکھ دیتا ہے۔ اور اپنی ربوبیت کا آئینہ اس کو بنا دیتا ہے۔ اُس کی زبان پر حکمت جاری ہوتی ہے اور اس کے دل سے نکات لطیفہ کے چشمے نکلتے ہیں اور پوشیدہ بھید اس پر آشکار کئے جاتے ہیں۔ اور خدا تعالیٰ ایک عظیم الشان تجلی اس پر فرماتا ہے اور اس سے نہایت قریب ہو جاتا ہے اور وہ اپنی استجابت دعاؤں میں اور اپنی قبولیتوں میں اور فتح ابواب معرفت میں اور انکشاف اسرار غیبیہ میں اور نزول برکات میں سب سے اوپر اور سب پر غالب رہتا ہے۔ چنانچہ اس عاجز نے خدا تعالیٰ سے مامور ہو کر انہیں امور کی نسبت اور اسی اتمام حجت کی غرض سے کسی ہزار رجسٹری شدہ خط ایشیا اور یورپ اور امریکہ کے نامی مخالفوں کی طرف روانہ کئے تھے تاکہ اگر کسی کا یہ دعویٰ ہو کہ یہ روحانی حیات بجز اتباع خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے کسی اور ذریعہ سے بھی مل سکتی ہے تو وہ اس عاجز کا مقابلہ کرے اور اگر یہ نہیں تو طالب حق بنکر یکطرفہ برکات اور آیات اور نشانوں کے مشاہدہ کے لیے حاضر آوے۔ لیکن کسی نے صدق اور نیک نیتی سے اس طرف رخ نہ کیا اور اپنی کنارہ کشی سے ثابت کر دیا کہ وہ سب تاریکی میں گرے ہوئے ہیں۔" (آئینہ کمالاتِ اسلام صفحہ ۲۲۱ - ۲۲۲)

"میرا یہ ذاتی تجربہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سچے دل سے پیروی کرنا اور آپؐ سے محبت رکھنا انجام کار انسان کو خدا کا پیارا بنا دیتا ہے اس طرح پر کہ خود اُس کے دل میں محبت الٰہی کی ایک سوزش پیدا کر دیتا ہے۔ تب ایسا شخص ہر ایک چیز سے دل برداشتہ ہو کر خدا کی طرف جھک جاتا ہے اور اس کا اُنس اور شوق صرف خدا تعالیٰ سے باقی رہ جاتا ہے۔ تب محبت الٰہی کی ایک خاص تجلی اس پر پڑتی ہے اور اس کو ایک پورا رنگ عشق اور محبت کا دیکر قوی جذبہ کے ساتھ اپنی طرف کھینچ لیتی ہے۔ تب جذباتِ نفسانیہ پر وہ غالب آجاتا ہے۔ اور اس کی تائید اور نصرت میں ہر ایک پہلو سے خدا تعالیٰ کے خارق عادت افعال نشانوں کے رنگ میں ظاہر ہوتے ہیں۔" (حقیقۃ الوحی صفحہ ۶۵)

روزنامہ الفضل ربوہ

۱۱ ربیع الاول ۱۴۰۳ھ

۲۸ دسمبر ۱۹۸۲ء

Digitized by Khilafat Library Rabwah

حقیقی محبتِ رسولؐ اور اس کا لازمی تقاضا

سیدنا حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین ہونے کی حیثیت میں فخرِ اولین و آخرین، جملہ انبیاء علیہم السلام سے افضل اور اللہ تعالےٰ کے بزرگ ترین رسول ہیں ثُمَّ دَنَا فَتَدَلّٰى فَكَانَ قَابَ قَوْسَيْنِ اَوْ اَدْنٰى (النجم آیات ۹،۱۰) کی رُو سے اللہ تعالےٰ کا جو انتہائی قرب آپؐ کو حاصل ہوا وہ کسی اور کو حاصل نہیں ہوا اور نہ ہو سکتا ہے۔ اسی لئے آپ اللہ تعالےٰ کو اپنے تمام رسولوں اور پیغمبروں میں سے سب سے زیادہ پیارے اور محبوب ترین پیغمبر ہیں۔

یہی وجہ ہے کہ ہم دیکھتے ہیں کہ اللہ تعالےٰ نے مومنوں کو خود آپ ہی کی زبان فیض ترجمان سے یہ حکم دیا کہ وہ بھی اس کے محبوب ترین رسولؐ سے اپنے انتہائی قریبی رشتہ داروں اور تمام مرغوب اور دل پسند چیزوں سے بڑھ کر محبت کریں۔ محبتِ رسولؐ کے آگے ہر دم سے قریبی وجود اور پسندیدہ شے کی محبت ہیچ اور بے حقیقت ہونی چاہیئے۔ جیسا کہ اس نے خود کلامِ پاک میں فرمایا:

قُلْ اِنْ كَانَ اٰبَآؤُكُمْ وَاَبْنَآؤُكُمْ وَاِخْوَانُكُمْ وَاَزْوَاجُكُمْ وَعَشِيْرَتُكُمْ وَاَمْوَالُ ۨاقْتَرَفْتُمُوْهَا وَتِجَارَةٌ تَخْشَوْنَ كَسَادَهَا وَمَسٰكِنُ تَرْضَوْنَهَآ اَحَبَّ اِلَيْكُمْ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَجِهَادٍ فِيْ سَبِيْلِهٖ فَتَرَبَّصُوْا حَتّٰى يَاْتِيَ اللّٰهُ بِاَمْرِهٖ ۭ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْفٰسِقِيْنَ

(التوبہ آیت ۲۴)

ترجمہ:- (اے رسول!) تُو مومنوں سے کہہ دے کہ اگر تمہارے باپ دادے اور تمہارے بیٹے اور تمہارے بھائی اور تمہاری بیویاں اور تمہارے (دوسرے) رشتہ دار اور وہ مال جو تم نے کمائے ہیں اور وہ تجارتیں جن کے نقصان سے تم ڈرتے ہو اور وہ حویلیاں جو تمہیں بہت مرغوب ہیں، تم کو اللہ اور اس کے رسول اور اس کے راستہ میں جہاد کرنے کی نسبت زیادہ پیارے ہیں تو تم انتظار کرو یہاں تک کہ اللہ اپنے فیصلہ کو ظاہر کر دے، اور اللہ اطاعت سے نکلنے والی قوم کو کبھی (کامیابی کا) راستہ نہیں دکھاتا۔

اس آیت سے ظاہر ہے کہ اللہ تعالےٰ کے بعد آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے غایت درجہ محبت رکھے بغیر کوئی مومن بھی فلاح پانے والوں میں شامل نہیں ہو سکتا بلکہ محبت نہ رکھنے والوں کو اللہ تعالےٰ نے خبردار فرمایا ہے کہ انہیں فلاح کا منہ دیکھنا کبھی نصیب نہیں ہوگا کیونکہ خدا کا فیصلہ ان کے حق میں نہیں بلکہ ان کے خلاف صادر ہوگا۔ اس سے محبتِ رسولؐ کی اہمیت ظاہر و باہر ہے۔

لیکن خدا تعالےٰ نے قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ کی رو سے یہ بھی واضح فرمایا ہے کہ محبتِ رسول کا محض زبانی دعویٰ اپنے اندر کوئی حقیقت نہیں رکھتا۔ انسان زبان سے لاکھ کہے کہ اسے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے محبت ہے، وہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی یاد میں لاکھ آنسو بہائے اور آپؐ کے ذکر پر لاکھ آبدیدہ ہو جائے خدا کی نگاہ میں اس کے اس ظاہری اظہارِ محبت کی قطعاً کوئی اہمیت نہیں ہوتی تاوقتیکہ وہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی کامل اتباع اختیار کر کے اپنے عمل سے اپنی اس زبانی یا قلبی محبت کا ثبوت فراہم نہ کرے۔ محبتِ رسولؐ کا فطری تقاضا اتباعِ رسولؐ کی شکل میں ظاہر ہوئے بغیر نہیں رہتا۔ محبتِ رسولؐ محقق ہی اس وقت ہوتی ہے جب ایک مومن آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی کامل اتباع اختیار کر کے اپنی محبت کا ثبوت دیتا ہے اسی لئے سیدنا حضرت اقدس نے محبتِ رسولؐ کو ایک ایسا تریاق قرار دیا ہے جو گناہ کے زہر کو زائل کر کے رکھ دیتا ہے، اور ایسے انسان سے خود بخود اعلیٰ درجہ کی نیکیاں سرزد ہونے لگتی ہیں۔ چنانچہ حضور اقدس فرماتے ہیں:-

"آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے نقشِ قدم پر چلنا جس کے لوازم میں سے محبت، تعظیم اور اطاعتِ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم ہے، اس کا ضروری نتیجہ یہ ہے کہ انسان خدا کا محبوب بن جاتا ہے اور اس کے گناہ بخشے جاتے ہیں۔ اگر کوئی گناہ کی زہر کھا چکا ہے تو محبت اور اطاعت اور پیروی کے تریاق سے اس زہر کا اثر جاتا رہتا ہے۔ اور جس طرح بذریعہ دوا، مرض سے ایک انسان پاک ہو سکتا ہے ایسا ہی ایک شخص گناہ سے پاک ہو جاتا ہے۔ اور جس طرح نور ظلمت کو دور کرتا ہے اور تریاق زہر زائل کرتا ہے اور آگ جلاتی ہے ایسا ہی سچی اطاعت اور محبت کا اثر ہوتا ہے..... جب ایک انسان سچے دل سے ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم پر ایمان لاتا ہے اور آپؐ کی تمام عظمت اور بزرگی کو مان کر پورے صدق و صفا اور محبت اور اطاعت سے آپؐ کی پیروی کرتا ہے، یہاں تک کہ کامل اطاعت کی وجہ سے فنا کے مقام تک پہنچ جاتا ہے۔ تب اس تعلق شدید کی وجہ سے جو آپؐ کے ساتھ ہو جاتا ہے وہ الٰہی نور جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پر اترتا ہے اس سے یہ شخص بھی حصہ لیتا ہے۔" (ریویو جلد ۱ نمبر ۵ صفحہ ۲۰۲)

اس سے ظاہر ہے کہ صرف وہی شخص رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے محبت کرنے والا قرار پا سکتا ہے جو آپؐ کے نقشِ قدم پر چل کر حقوق اللہ اور حقوق العباد کی ادائیگی میں حتی المقدور کوئی کسر اٹھا نہیں رکھتا۔ صحیح اسلامی معاشرہ وہی کہلا سکتا ہے جو ایسے افراد پر مشتمل ہو جو

(باقی صفحہ ۱۲ پر)

فارسی منظوم کلام حضرت مسیح موعود علیہ السلام

زندگی چیست جاں کردن براہِ تو فدا

(اے اللہ کے رسول! زندگی کیا ہے؟ یہی کہ تیری راہ میں جان قربان کر دینا)

یا نبی اللہ فدائے ہر سرِ موئے توام ٭ وقفِ راہِ تو کنم گر جاں دہندم صد ہزار

اے نبی اللہ میں تیرے بال بال پر فدا ہوں، اگر مجھے ایک لاکھ جانیں بھی ملیں تو تیری راہ میں سب قربان کر دوں

اتباع و عشقِ رویت از رہِ تحقیق چیست ٭ کیمائے ہر دلے اکسیرِ ہر جانِ فگار

اصل میں تیری اتباع اور تیرا عشق ہر دل کے لئے کیمیا اور ہر زخمی جان کے لئے اکسیر ہے

زندگی چیست جاں کردن براہِ تو فدا ٭ رستگاری چیست در بندِ تو بودن جیدوار

زندگی کیا ہے؟ یہی کہ تیری راہ میں جان کو قربان کر دینا۔ آزادی کیا ہے یہی کہ تیری قید میں شکار بنکر رہنا

تا وجودم ہست خواہد بود عشقت در دلم ٭ تا دلم دوران خوں دارد بتو دارد مدار

جب تک میرا وجود باقی ہے تیرا عشق میرے دل میں رہے گا جب تک میرے دل میں خون دوڑ رہا ہے تب تک اسکا دارومدار تجھ پر ہے

یا رسول اللہ برویت عہد دارم استوار

یا رسول اللہ میں تجھ سے مضبوط تعلق رکھتا ہوں۔

عشقِ تو دارم ازاں روزیکہ بودم شیر خوار

اس دن سے کہ میں شیر خوار تھا مجھے تجھ سے عشق ہے

(ایئنہ کمالات اسلام)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ارشاداتِ عالیہ سیدنا حضرتِ اقدس

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر ایذا پر صبر کیا اور بُغض کو محبّت سے ٹال دیا

آپؐ کے صحابہؓ دینِ اسلام کی اشاعت کیلئے ممالکِ شرقیہ اور مغربیہ پہنچے

جب تک خدا کی طرف سے اِذن نہ ملا صحابہ کرامؓ نے شرّ کے مقابلے سے ایسا پرہیز کیا گویا وہ شیر خوار بچے ہوں

تب محبّت الٰہی کی ایک خاص تجلّی اُس پر پڑتی ہے اور قوی جذبہ سے اُس کو اپنی طرف کھینچ لیتی ہے

آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کے جوشِ تبلیغ کے بارے میں حضرت اقدس فرماتے ہیں :-

"اب دیکھو کہ اُس مردِ کی کیسی بلند شان ہے جس نے تھوڑے سے عرصہ میں ہزاروں انسانوں کی اصلاح کی اور فساد سے صلاحیت کی طرف ان کو منتقل کیا، یہاں تک کہ ان کا کفر پاش پاش ہوگیا اور صدق اور راستی کے تمام اجزاء بہ ہیئت اجتماعی ان کے وجود میں جمع ہوگئے اور ان کے دلوں میں پرہیزگاری کے نور چمک اُٹھے اور ان کی پیشانی کے نقشوں میں محبتِ مولیٰ کے بھید ایک چمکیلی صورت میں نمودار ہوگئے - اور ان کی ہمتیں دینی خدمات کے لیے بلند ہوگئیں اور وہ دعوتِ اسلام کے لیے ممالک شرقیہ اور غربیہ تک پہنچے اور ملّتِ محمدیہ کی اشاعت کے لیے بلاد جنوبیہ اور شمالیہ کی طرف انہوں نے سفر کیا اور ان کی عقلیں علوم الٰہیہ میں منور ہوئیں اور ان کے قوائے فکریہ اسرار ربانیہ کے سمجھنے کے لیے باریک ہوگئیں اور نیک باتیں ان کو بالطبع پیاری لگنے لگیں اور بد باتوں اور گناہوں سے بالطبع ان کو نفرت پیدا ہوئی - اور رُشد اور سعادت کے خیموں میں وہ اتارے گئے بعد اس کے جو بُتوں پر پرستش کے لیے سرنگوں تھے اور انہوں نے اپنی کوششوں اور تگ و دو میں کوئی دقیقہ اسلام کے لیے اٹھا نہ رکھا - یہاں تک کہ دین کو فارس اور چین اور روم اور شام تک پہنچا دیا اور جہاں جہاں کفر نے اپنا بازو پھیلا رکھا تھا اور شرک نے اپنی تلوار کھینچ رکھی تھی وہیں پہنچے - انہوں نے موت کے سامنے سے منہ نہ پھیرا اور ایک بالشت بھی پیچھے نہ ہٹے اگرچہ کاردوں سے ٹکڑے ٹکڑے کئے گئے۔"

(نجم الہدیٰ صفحہ ۲)

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے ہر ایک جفا کی برداشت کی اور ایذا پر صبر کیا اور بدی کو نیکی کے ساتھ اور بغض کو محبت کے ساتھ ٹال دیا اور غم خواروں اور محبّوں کی طرح ان کے پاس آیا اور ایک مدت تک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اکیلے اور ردّ شدہ انسان کی طرح مکہ کی گلیوں میں پھرتے رہے اور قوّۃ نبوت سے ہر ایک عذاب کا مقابلہ کیا اور

Digitized by Khilafat Library Rabwah

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ عادت تھی کہ رات کو اُٹھ کر خدا تعالیٰ کی طرف توجہ کرتے اور خدا تعالیٰ سے ان کی بینائی اور فضل اور رحمت چاہتے ۔ یہاں تک کہ دعائیں قبول کی گئیں اور ان کی کستوری کی خوشبو پھیلی اور خوشبوئیں پے درپے پھیلنی شروع ہوئیں اور دلوں کے بدلنے والے کا حکم نازل ہوا اور اس ذات سے ان کو قوت عطا ہوئی جو محبت کو عطا کرتا اور دانوں کو اُگاتا ہے سو حکم الٰہی سے زمین بدلائی گئی اور آواز دینے والے بابرکت کی طرف دل کھنچے گئے ۔"

(نجم الہدیٰ صفحہ ۱۳-۱۴)

"ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے زمانہ میں خود سبقت کرکے ہرگز تلوار نہیں اٹھائی ۔ بلکہ ایک زمانہ دراز تک کفار کے ہاتھ سے دُکھ اُٹھایا اور اس قدر صبر کیا جو ہر ایک انسان کا کام نہیں اور ایسا ہی آپؐ کے اصحابؓ بھی اسی اعلیٰ اصُول کے پابند رہے اور جیسا کہ ان کو حکم دیا گیا تھا کہ دُکھ اُٹھاؤ اور صبر کرو ایسا ہی انہوں نے صدق اور صبر دکھایا ۔ وہ پیروں کے نیچے کُچلے گئے انہوں نے دم نہ مارا ۔ ان کے بچے ان کے سامنے ٹکڑے ٹکڑے کئے گئے وہ آگ اور پانی کے ذریعے سے عذاب دیئے گئے ۔ مگر وہ شر کے مقابلہ سے ایسے باز رہے کہ گویا وہ شیر خوار بچے ہیں ۔ کون ثابت کر سکتا ہے کہ دنیا کے تمام نبیوں کی امتوں میں سے کسی ایک نے بھی باوجود قدرتِ انتقام ہونے کے خدا کا حکم سنکر ایسا اپنے تئیں عاجز اور مقابلہ سے دستکش بنا لیا جیسا کہ انہوں نے بنایا ؟ کس کے پاس اس بات کا ثبوت ہے کہ دُنیا میں کوئی اور بھی ایسا گروہ ہوا ہے جو باوجود بہادری اور جماعت اور قوتِ بازو اور طاقتِ مقابلہ اور پائے جانے تمام لوازم مردمی اور مردانگی کے پھر خونخوار دشمن کی ایذاء اور زخم رسانی پر تیرہ برس تک برابر صبر کرتا رہا ؟ ہمارے سید و مولا اور آپؐ کے صحابہؓ کا یہ صبر کسی مجبوری سے نہیں تھا ۔ بلکہ اس صبر کے زمانہ میں بھی آپؐ کے جانثار صحابہؓ کے وہی ہاتھ اور بازو تھے جو جہاد کے حکم کے بعد انہوں نے دکھائے اور بسا اوقات ایک ہزار جوان نے مخالف کے ایک لاکھ سپاہی نبرد آزما کو شکست دے دی ۔ ایسا ہوا تا لوگوں کو معلوم ہو کہ جو مکہ میں دشمنوں کی خون ریزیوں پر صبر کیا گیا تھا اس کا باعث کوئی بزدلی اور کمزوری نہیں تھی بلکہ خدا کا حکم سنکر انہوں نے ہتھیار ڈال دیئے تھے اور بکریوں اور بھیڑوں کی طرح ذبح ہونے کو تیار ہو گئے تھے ۔ بیشک ایسا صبر انسانی طاقت سے باہر ہے اور گو ہم تمام دنیا اور تمام نبیوں کی تاریخ پڑھ جائیں تب بھی ہم کسی امت میں اور کسی نبی کے گروہ میں یہ اخلاقِ فاضلہ نہیں پاتے ۔ اور اگر پہلوں میں سے کسی کے صبر کا قصہ بھی ہم سنتے ہیں تو فی الفور دل میں گزرتا ہے کہ قرائن اس بات کو ممکن سمجھتے ہیں کہ اس صبر کا موجب دراصل بزدلی اور عدمِ قدرتِ انتقام ہو ۔ مگر یہ بات کہ ایک گروہ جو درحقیقت سپاہیانہ ہنر اپنے اندر رکھتا ہو اور بہادر اور قوی دل کا مالک ہو اور پھر وہ دکھ دیا جائے اور اس کے بچے قتل کئے جائیں اور اس کو نیزوں سے زخمی کیا جائے مگر پھر بھی وہ بدی کا مقابلہ نہ کرے یہ وہ مردانہ صفت ہے جو کامل طور پر یعنی تیرہ برس برابر ہمارے نبی کریم اور آپؐ کے صحابہؓ سے ظہور میں آئی ہے ۔ اس قسم کا صبر جس میں ہر دم سخت بلاؤں کا سامنا تھا جس کا سلسلہ تیرہ برس کی دراز مدت تک لمبا تھا ۔ درحقیقت بے نظیر ہے اور اگر کسی کو اس میں شک ہو تو ہمیں بتلاوے کہ گذشتہ راست بازوں میں اس قسم کے صبر کی نظیر کہاں ہے ؟"

(گورنمنٹ انگریزی اور جہاد صفحہ ۹ - ۱۰)

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی کی طرف دیکھو کہ آپ کو مکی زندگی میں کس قدر دُکھ اُٹھانے پڑے ۔ طائف میں جب آپؐ گئے تو اس قدر آپؐ کے پتھر مارے کہ خون جاری ہو گیا ۔ تب آپؐ نے فرمایا کہ کیسا وقت ہے ، مَیں کلام کرتا ہوں اور لوگ منہ پھیر لیتے ہیں اور پھر کہا کہ اے ربّ مَیں اس دُکھ پر صبر کروں گا جب تک کہ تو راضی ہو جاوے ۔"

(الحکم ۱۰ر اکتوبر ۱۹۰۲ء صفحہ ۱۴)

"آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا صبر پہلے نبیوں کا سا نہ تھا ۔ کیونکہ وہ تو ایک محدود قوم کے لیے مبعوث ہو کر آئے تھے اس لیے ان کی تکالیف اور ایذا رسانیاں بھی اسی حد تک محدود ہوتی تھیں ، لیکن اس کے مقابلہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا صبر بہت ہی بڑا تھا کیونکہ سب سے اوّل تو اپنی ہی قوم آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی مخالف ہو گئی اور ایذا رسانی کے درپے ہو گئی اور پھر عیسائی بھی دشمن ہو گئے ۔"

(الحکم ۲۴ر ستمبر ۱۹۰۴ء صفحہ ۵)

(سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ارشادات)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فاتح ادیان عالم ہیں۔ اے اللہ اس فاتح ادیانِ عالم پر سلام اور درود بھیج

ہم تو ادنیٰ غلام ہیں خاکِ پا ہیں اس آقا کے جس کے صدقے فتوحات نصیب ہوتی ہیں

یہ بات جماعت کو نہیں بھلانی چاہیئے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپکے اہل بیت کے عشق میں ہم سب سے آگے ہیں

تربیت کے معاملے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے الفاظ سے بہتر اور مؤثر الفاظ اور کسی کو نصیب نہیں ہوئے

"آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے الفاظ سے بہتر اور مؤثر الفاظ کسی انسان کو نصیب نہیں ہوئے تربیت کے معاملے میں۔ ایک چھوٹا سا ایسا پیارا کلمہ آپ بیان فرما دیتے ہیں کہ وہ سیدھا دل کی گہرائیوں میں اتر جاتا ہے اور کوئی طاقت بھی اس کو روک نہیں سکتی، دل میں جذب ہونے سے"

(الفضل ۷ نومبر ۱۹۸۲ء صہ ۵)

"آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فاتح ادیان عالم ہیں۔ ہمارا یہ نعرہ ہونا چاہیئے۔ اے اللہ! اس فاتح ادیانِ عالم پر سلام بھیج اور درود بھیج جس کی رحمتوں اور برکتوں سے ہم قدم آگے بڑھا رہے ہیں۔ اسی کے طفیل ہمیں وہ نعمتیں عطا ہو رہی ہیں جن نعمتوں پر آج ہم خوب راضی ہیں لیکن ان معنوں میں راضی نہیں کہ ہمیں یہ کافی ہو گئیں۔ تیرا وہ محبوبؐ جس کے ساتھ ہم وابستہ ہو گئے وہ ساری نعمتیں جو اس کی ذاتؐ کے ساتھ وابستہ ہیں، جب تک ہم وہ حاصل نہیں کریں گے ہم راضی نہیں ہوں گے..... رضا کے دوسرے معنوں میں ایک نہ ختم ہونیوالی پیاس ہے جو ہمیں اپنے ربّ کے حضور پیش کرتے چلے جانا چاہیئے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ہر فتح کے وقت درود بھیجنے چاہئیں کہ انشاء اللہ تعالیٰ جتنے بھی ادیانِ باطلہ یا ان کے اجزا ہمارے ہاتھوں پر فتح ہو گئے ان سارے قلعوں کی فتوحات حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سر کا سہرا ہیں۔

ہم تو ادنیٰ غلام ہیں خاکِ پا ہیں اس آقاؐ کے جس کے صدقے اور جس کے طفیل یہ چھوٹی چھوٹی فتوحات نصیب ہوتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان فتوحات کے دروازے وسیع تر کرتا چلا جائے نئے نئے میدان ہمیں نظر آئیں قربانیوں کے، اللہ تعالیٰ کے حضور عجز کے ساتھ قربانیاں پیش کرنیکے میدان میں ہم قربانیاں پیش کریں اور حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی برکت سے وہ قربانیاں قبول ہوں اور نئی نئی فتوحات کے دروازے ہم پر کھلتے جائیں"

(الفضل ۳ نومبر ۱۹۸۲ء صفحہ ۶)

"آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے اہلِ بیت کے ساتھ ہر عاشق کو ایک رُوحانی تعلق ہونا چاہیئے۔ یہ جو اختلافی مسائل ہیں یہ بالکل اور بات ہے لیکن حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم اور آپؐ کے اہلِ بیت سے عشق، یہ بالکل اور معاملہ ہے۔ یہ لافانی مسئلہ ہے جس میں کبھی کوئی تبدیلی پیدا نہیں ہو سکتی اس لئے جماعت احمدیہ اس طرف خاص توجہ کرے..... شیعہ نہ ہونا بالکل اور بات ہے اور حقیقتِ حال کو سمجھتے ہوئے ان شیعوں سے بھی زیادہ اہلِ بیت سے روحانی تعلق رکھنا بالکل اور مسئلہ ہے۔ جو بگڑے ہوئے مسائل ہیں ان میں ہم ان کے ساتھ نہیں ہیں لیکن حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے عشق اور آپؐ کے اہلِ بیت کے عشق میں ہم ان سے آگے ہیں، پیچھے نہیں ہیں۔ یہ بات جماعت کو نہیں بھلانی چاہیئے"

(الفضل ۳۱ اکتوبر ۱۹۸۲ء)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ہے جس کا اسمِ گرامی محمدؐ و احمدؐ

(مکرم مبشر احمد صاحب باجوہ ربوہ)

وہ جن کو صاحبِ قلبِ سلیم کہتے ہیں
رُخِ رسولؐ کو باغِ نعیم کہتے ہیں

ہے جس کا اسمِ گرامی محمدؐ و احمدؐ
ہے ذات جسکی رؤف و رحیم کہتے ہیں

اُسی کو حق نے بنایا ہے سرورِ کونین
اُسی کو موردِ فضلِ عظیم کہتے ہیں

اُسی کا دین سلامت روی کا ہے ضامن
اُسی کے دین کو دینِ قویم کہتے ہیں

اُسی کے خُلق سے پھیلی ہیں شفقتوں کی حدود
اُسی کے خُلق کو خُلقِ عظیم کہتے ہیں

اُسی کے عزم نے الٹی ہے تنگری کی بساط
اُسی کے عزم کو عزمِ صمیم کہتے ہیں

اُسی کی عقل سے روشن ہیں حکمتوں کے چراغ
اُسی کی عقل کو عقلِ سلیم کہتے ہیں

اُسی کے فیض سے آیا ہے رہبرِ دوراں
اُسی کے فیض کو فیضِ عمیم کہتے ہیں

اُسی کو رحمتِ عالم اُسی کو شافعِ خلق
اُسی کو مظہرِ ربِ کریم کہتے ہیں

اُسی کا سانس حقیقت میں ہے دمِ عیسیٰؑ
اُسی کے ہاتھ کو دستِ کلیمؑ کہتے ہیں

اُسی کا روئے مبارک ہے مطلعِ انوار
اُسی کے قلب کو عرشِ عظیم کہتے ہیں

اُسی کا در ہے مبشرؔ درِ وصالِ خدا
اُسی کی رہ کو رہِ مستقیم کہتے ہیں

پھر نہ اُٹھی ہو کہیں رُوئے محمدؐ سے نقاب

کس کی آمد ہے سرِ عرشِ بریں آج کی رات
دل بکف بیٹھے ہیں گردوں کے مکیں آج کی رات

نُور ہی نُور نظر آتا ہے تا حدِ نظر
طُور ہی طُور ہے تا چرخِ بریں آج کی رات

عالمِ وجد میں ہیں سدرہ و طوبےٰ کے نہاں
محوِ گلگشت محمدؐ تو نہیں آج کی رات؟

ساعتِ جلوۂ وحدت ہے کہ معراج ہے یہ؟
عبد۔ معبود سے کتنا ہے قریں آج کی رات

سب کو چھوڑا نہ مگر جس نے خدا کو چھوڑا
عرش آرا ہے وہی فرش نشیں آج کی رات

خلوتِ خاص میں اوروں کو اجازت کیسی!
پا سکے بار نہ جبریلِ امیں آج کی رات

جس کی تابش میں جلالت بھی ہے رعنائی بھی
شمعِ محفل ہے وہی دُرِّ ثمیں آج کی رات

مغفرت چاہی خدا سے تو ہماری چاہی
یاد آئے ہیں تو آئے ہیں ہمیں آج کی رات

پھر نہ اُٹھی ہو کہیں روئے محمدؐ سے نقاب
محوِ حیرت ہیں دو عالم کے حسیں آج کی رات

کس کے اعزاز میں کوثر کا رواں ہے چشمہ؟
کون مہماں ہے سرِ خلدِ بریں آج کی رات؟

جس کی رہتی ہے سدا دیدۂ ایماں کو تلاش
کس قدر عام ہے وہ نورِ یقیں آج کی رات

عرش پر کیوں نہ مبشرؔ ہو فرشتوں کا ہجوم
جلوہ فرما ہے شہِ دینِ متیں آج کی رات

بشر کو حق سے ملانے والے درود تجھ پر سلام تجھ پر

(مکرم مولوی محمد صدیق صاحب امرتسری ربوہ)

جہاں سے ظلمت مٹانیوالے درود تجھ پر سلام تجھ پر
بشر کو حق سے ملانے والے درود تجھ پر سلام تجھ پر

ہر ایک پر رحم کھانیوالے ہر عہد ہر دم نبھانے والے
مرے ہوؤں کو جلانے والے درود تجھ پر سلام تجھ پر

عداوتیں سب مٹانے والے دلوں کو باہم ملانیوالے
سبق وفا کا سکھانے والے درود تجھ پر سلام تجھ پر

خدائے ہر دو سرا کی خاطر اور اس کے دینِ ہُدا کی خاطر
ہر اک مصیبت اٹھانے والے درود تجھ پر سلام تجھ پر

بساطِ عالم کی نوعِ انساں کو ایک زندہ خدا کی جانب
بصد محبت بلانیوالے درود تجھ پر سلام تجھ پر

ہزار تکلیف خود اٹھا کر متاع و مال اپنا سب لٹا کر
بشر کو شر سے بچانیوالے درود تجھ پر سلام تجھ پر

کوئی رسول و نبی نہ پہنچا ترے مراتب کی رفعتوں تک
مقامِ محمود پانے والے درود تجھ پر سلام تجھ پر

جمالِ انسانیت میں اجمل کمالِ محبوبیت میں اکمل
مثالِ مہ جگمگانے والے درود تجھ پر سلام تجھ پر

ہے تو خدا کا حبیب و دلبر تجھی سے شمس و قمر منوّر
اندھیرے یکسر مٹانے والے درود تجھ پر سلام تجھ پر

تری محبت میں مٹ کے بھی ہم تری عنایت سے جی رہے ہیں
ہر اک سے اُلفت بڑھانے والے درود تجھ پر سلام تجھ پر

جو دین اب عنقریب دنیا کی ساری قوموں کا دین ہوگا
وہ دینِ اسلام لانیوالے درود تجھ پر سلام تجھ پر

جو تیری اُلفت میں کھو گیا ہے اسے لبھائیگی کیا یہ دنیا
ولِ اہلِ حق کے لبھانیوالے درود تجھ پر سلام تجھ پر

ہماری دنیا ہماری عقبیٰ تری محبت تری عنایت
خمِ محبت کو ڈھانے والے درود تجھ پر سلام تجھ پر

ہے فخر تجھ پر ہر اُمتی کو ہر ایک صدیق ہر ولی کو
ہر ایک کے کام آنے والے درود تجھ پر سلام تجھ پر

بھنور کی زد میں سفینۂ اُمت کا تیری آتا رہا ہے جب بھی
اسے کنارے لگانے والے درود تجھ پر سلام تجھ پر

ہر ایک دَور اور ہر زماں میں فیوض اور رحمتوں کے اپنے
حسیں جلوے دکھانیوالے درود تجھ پر سلام تجھ پر

اُٹھا سکی کائنات عالم کی کوئی شئی بھی نہ جو امانت
اسے خوشی سے اُٹھانے والے درود تجھ پر سلام تجھ پر

جو تجھ کو خاتم نہ مانتا ہو وہ لاجرم احمدی نہیں ہے
لقب خدا سے یہ پانیوالے درود تجھ پر سلام تجھ پر

وہ دشمنِ جاں جو تیرے خُوں کے رہے پیاسے، انہیں بھی آخر
گلے سے اپنے لگانے والے درود تجھ پر سلام تجھ پر

رہے زمانے میں نام تیرا، بلا سے، سو بار گر مٹوں میں
میرے گنہ بخشوانے والے درود تجھ پر سلام تجھ پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دل میں عشقِ الٰہی کا ٹھاٹھیں مارتا دریا

واقعۂ ہجرت کے دوران آنحضرت ﷺ کا اخلاص باللہ، یادِ الٰہی، توکل علی اللہ

از افاضات سیدنا المصلح الموعود حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب خلیفۃ المسیح الثانی نور اللہ مرقدہ

واقعۂ ہجرت

واقعہ ہجرت بھی ایک عجیب ہولناک واقعہ ہے۔ سارا عرب مخالف اور خون کا پیاسا تھا۔ مگر رسول کریم ﷺ صرف ایک ساتھی لے کر مدینہ کی طرف چل پڑے۔ راستے میں۔ تمام وہ قومیں آباد تھیں جو مذہب کی مخالفت کی وجہ سے آپؐ کو مارنے کی فکر میں رہتی تھیں اور صرف قریش کے ڈر کے مارے خاموش تھیں۔ لیکن اب وہ وقت آگیا تھا۔ جب قریش خود آپؐ کے قتل کے درپے تھے۔ اور کل قبائل عرب کو تسلی تھی کہ اگر ہم نے اس شخص کو قتل کر دیا۔ تو قریش کو ناراضگی کی کوئی وجہ نہ ہوگی۔ اور صرف یہی نہیں کہ قریش کی مخالفت کا خوف نہ رہا تھا۔ بلکہ قریش نے رسول کریم ﷺ کو مکہ سے غیر حاضر دیکھ کر آپؐ کے قتل پر انعام مقرر کر دیا تھا۔ اور مدینہ کے راستہ میں جس قدر قبائل آباد تھے۔ انہیں یہ اطلاع دے دی تھی کہ جو شخص رسول کریم ﷺ اور حضرت ابوبکرؓ کو زندہ یا مردہ لے آئے گا۔ اُسے سو سو اُونٹ فی کس انعام ملے گا۔ عرب کے قبائل جن کی زندگی ہی لوٹ مار پر بسر ہوتی تھی اور جو آتشِ حسد سے پہلے ہی جل بھن کر کوئلہ ہو رہے تھے۔ اس موقعہ کو کب ہاتھ سے جانے دے سکتے تھے۔ ہر طرف آپؐ کی تلاش شروع ہوئی اور گویا ہر قدم پر جو آپؐ اٹھاتے خوف تھا۔ کہ کسی خون کے پیاسے دشمن سے پالا پڑے گا۔ ایسے موقع پر اکثر دیکھا گیا ہے کہ بہادر سے بہادر انسان بھی دل ہار بیٹھتا ہے۔ اور آخری جدوجہد سے بھی محروم ہو جاتا ہے۔ اور اگر نہایت دلیر اور خلاف معمول کوئی نہایت قوی دل انسان بھی ہو تو اس پر بھی خوف ایسا مستولی ہو جاتا ہے کہ اس کی ہر ایک حرکت سے اس کا اظہار ہوتا ہے میں نے بڑے بڑے بہادروں کے واقعات پڑھے ہیں لیکن ایسے موقع پر ان کی جو حالت ہوتی ہے اس کا رسولِ کریم ﷺ کے واقعہ سے مقابلہ بھی کرنا جائز نہیں ہو سکتا۔ تاریخ دان جانتے ہیں کہ بھاگتے ہوئے نپولین کا کیا حال تھا۔ اور اس کے چہرہ پر حسرت کے کیسے بیّن آثار پائے جاتے تھے وہ یہ بھی جانتے ہیں کہ ہمایوں کس طرح بار بار اپنے آپ کو دشمن کے ہاتھوں میں سپرد کر دینے کے لیے تیار ہو جاتا تھا۔ اور اگر اس کے ساتھ چند نہایت وفادار جرنیل نہ ہوتے۔ تو شاید ایسا کر بھی دیتا۔ اسی طرح اور بہت بڑے بہادر جرنیل گزرے ہیں جن پر مشکلات کے ایام آئے ہیں اور وہ ایسے اوقات میں جب دشمن ان کے چاروں طرف ان کی جستجو میں پھیل گیا۔ گھبرا گئے ہیں۔ لیکن رسول کریم ﷺ ان دنیاوی لوگوں میں سے نہ تھے۔ آپؐ کی نظریں دنیا کی طرف نہیں لگی ہوئی تھیں۔ بلکہ آپؐ کی آنکھ خدا کی طرف اٹھی ہوئی تھی۔ دنیا کے اسباب آپؐ کی مدِنظر نہ تھے۔ اور آپؐ یہ خیال نہ کرتے تھے کہ ایسے وقت میں مَیں تن تنہا صرف ایک ساتھی کے ساتھ کیا کر سکتا ہوں اور ایسے خطرناک راستہ میں اگر دشمن آجائے تو اس کے مقابلہ کے لیے میرے پاس کیا سامان ہیں۔ بلکہ آپؐ یہ دیکھ رہے تھے کہ میرے ساتھ وہ خدا ہے جو ہمیشہ سے اپنے نیک بندوں کا محافظ چلا آیا ہے اور جس کے وار کا کوئی دشمن مقابلہ نہیں کر سکتا۔ وہ خدا جو نوحؑ کا خدا ابراہیمؑ کا خدا۔ موسیٰؑ کا خدا۔ یونسؑ کا خدا۔ ایوبؑ کا خدا۔ داؤدؑ کا خدا۔ سلیمانؑ کا خدا۔ مسیحؑ کا خدا تھا وہی میرا خدا ہے۔ اس کی طاقتیں کبھی زائل نہیں ہوتیں۔ اور وہ ایک دم کے لیے غافل نہیں ہے۔ سراقہ بن جعشم لالچ اور دشمنی سے دیوانہ ہو کر آتا ہے اور دور سے دیکھ کر آپؐ کی طرف گھوڑا دوڑا دیتا ہے۔ اس کے دل میں اُمید دریا کی طرح لہریں مارتی ہے۔ وہ نہ صرف اپنے مذہب کی توہین کرنے والے کے خون سے اپنے ہاتھ رنگ کر اپنے سوختہ دل کو تسکین دینا چاہتا ہے۔ بلکہ دو سو اونٹ کا انعام جو اسے اپنی قوم میں ایک بہت بڑا رتبہ دینے کے لیے کافی تھے، اس کی ہمت کو اور بھی بلند کر دیتا ہے جس طرح شکاری اپنے شکار کو دیکھ کر لپکتا ہے اسی طرح وہ رسول کریم ﷺ کو دیکھ کر آپؐ کی طرف لپکتا ہے۔ اور تیر کمان ہاتھ میں لے کر چاہتا ہے کہ آپؐ پر وار کرے۔ وہ اکیلا نہیں۔ بلکہ ایک نعرہ مار کر وہ اپنے گرد ہزاروں آدمیوں کو جمع کر سکتا ہے کیونکہ رسولِ کریم ﷺ اس وقت اس کے علاقہ سے گزر رہے ہیں۔ لیکن آپؐ اس وقت کیا کرتے ہیں۔ کیا بھاگ جاتے ہیں۔ کیا ڈر کر اپنے آپؐ کو اس کے سپرد کر دیتے ہیں۔ کیا آپؐ کے قدم لڑکھڑانے لگ جاتے ہیں۔ کیا ان کے حواس بیکار ہو جاتے ہیں۔ کیا اسے قتل کر کے راہ فرار اختیار کرنے کا ارادہ کرتے ہیں۔ نہیں وہ خدا پر توکل کرنے والا انسان ان میں سے ایک بات بھی نہیں کرتا۔ اور سراقہ کی اتنی پرواہ بھی نہیں کرتا۔ جتنی ایک بیل کی کی جاتی ہے۔ حضرت ابوبکرؓ باوجود اس جرأت اور بہادری کے باوجود اس ایمان اور یقین کے باوجود اس توکل اور بھروسہ کے جو آپؓ میں پایا جاتا تھا مڑ مڑ کر دیکھتے جاتے ہیں کہ سراقہ ہمارے کس قدر نزدیک آگیا ہے۔ لیکن رسول کریم ﷺ اس کی پرواہ بھی نہیں کرتے۔ اور گھبرانا اور دوڑنا تو الگ، خوف و ہراس کا اظہار تو جُدا، آپؐ نے ایک دفعہ مُنہ پھیر کر بھی اس کی طرف نہیں دیکھا۔ جس نے سراقہ کو ورطۂ حیرت میں ڈال دیا۔ اور اس کی آنکھیں کھل گئیں کہ مَیں کس انسان کا پیچھا کر رہا ہوں۔ اور وہ مُدت العمر اس نظارہ کو اپنے حافظہ سے نہیں مٹا سکا۔ بلکہ اس خلافِ معمول واقعہ نے اس کے دل پر ایسا اثر کیا کہ وہ ہمیشہ اسے بیان کرتا تھا۔ اور کہتا تھا کہ سمعت قراءۃ رسول اللہ صلے علیہ وسلم وھو لا یلتفت وابوبکر یکثر الالتفات۔

(بخاری جلد ۱ کتاب المناقب باب ہجرۃ النبی صلعم واصحابہ الی المدینۃ۔)

یعنی مَیں گھوڑا دوڑاتے دوڑاتے رسولِ کریم ﷺ کے اس قدر نزدیک ہو گیا کہ میں رسولِ کریم ﷺ کے قرآن پڑھنے کی آواز سُن رہا تھا۔ اور مَیں نے دیکھا کہ رسولِ کریم ﷺ دائیں بائیں بالکل نہیں دیکھتے۔ ہاں حضرت ابوبکرؓ بار بار دیکھتے جاتے تھے۔

اللہ اللہ خدا تعالیٰ پر کیسا بھروسہ ہے۔ دشمن گھوڑا دوڑاتا ہوا اس قدر نزدیک آگیا ہے کہ آپؐ کی آواز اس تک پہنچ سکتی ہے اور آپؐ تیر کی زد میں آگئے ہیں۔ مگر آپؐ کو گھبراہٹ کا محسوس کرنا تو الگ رہا۔ قرآن شریف پڑھتے جاتے ہیں ادھر ابوبکرؓ بار بار دیکھتے جاتے ہیں کہ اب دشمن کس قدر نزدیک پہنچ گیا ہے۔ کیا اس بھروسہ اور توکل کی کوئی اور نظیر بھی مل سکتی ہے۔ کیا کوئی انسان ہے جس نے اس خطرناک وقت میں ایسی بے توجہی اور لاپرواہی کا اظہار کیا ہو۔ اگر آپؐ کو دنیاوی اشیاء کے استعمال کا خیال بھی ہوتا تو کم سے کم اتنا ضرور ہونا چاہیے تھا کہ آپؐ اس وقت یا تو سراقہ پر حملہ کرنے کی کوشش کرتے یا وہاں سے تیز نکل جانے کی کوشش کرتے۔ لیکن آپؐ نے ان دونوں باتوں میں سے ایک بھی نہیں اختیار کی۔ نہ تو آپؐ کے قدم تیز ہوئے اور نہ ہی آپؐ نے یہ ارادہ کیا کہ کسی طرح سراقہ کو مار دیں۔ بلکہ نہایت اطمینان کے ساتھ بغیر اظہار خوف و ہراس اپنی پہلی رفتار پر قرآن شریف پڑھتے ہوئے چلے گئے۔ وہ کونسی چیز تھی جس نے اس وقت آپؐ کے دل کو ایسا مضبوط کر دیا۔ کون سی روح تھی جس نے آپ کے اندر اس قسم کی غیر معمولی زندگی پیدا کر دی یہ خدا پر توکل کے کرشمہ تھے۔ اس پر بھروسہ کے نتائج تھے۔ آپؐ جانتے تھے کہ ظاہری اسباب میرا کچھ بگاڑ نہیں سکتے۔ دنیا کی طاقتیں مجھے ہلاک نہیں کر سکتیں۔ کیونکہ آسمان پر ایک خدا ہے جو مجھے دیکھ رہا ہے جو ان سب اسباب کا پیدا کرنے والا ہے۔ پس خالقِ اسباب کے خلاف اسباب کچھ نہیں کر سکتے۔ یہ توکل آپؐ کا ضائع نہیں گیا۔ بلکہ خدا نے اُسے پورا کیا۔ اور سراقہ جو دو سو اُونٹ کے لالچ میں آیا تھا۔ آپؐ سے معافی مانگ کر واپس چلا گیا۔ اور خدا نے اس کے دل میں ایسا رعب ڈالا کہ اُس نے اپنی سلامتی اس میں سمجھی کہ خاموشی سے واپس چلا جائے بلکہ اُس نے اور متعاقب کرنے والوں کو بھی واپس لوٹا دیا۔

غارِ ثور کا ایک واقعہ

جب رسول کریم ﷺ کو حکم

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ہوا کہ آپؐ بھی مکہ سے ہجرت کر کے مدینہ کو جائیں تو آپؐ اور حضرت ابوبکرؓ ایک رات کو مکہ سے نکل کر جبل ثور کی طرف چلے گئے۔ یہ پہاڑ مکہ سے کوئی چھ سات میل پر واقع ہے۔ اس پہاڑ کی چوٹی پر ایک غار ہے جس میں دو تین آدمی اچھی طرح آرام کر سکتے ہیں۔ اور بیٹھ تو اس سے زیادہ سکتے ہیں۔ جب کفار نے دیکھا کہ آپؐ اپنے گھر میں موجود نہیں ہیں۔ باوجود پہرہ کے خدا کے فضل سے دشمنوں کے شر سے صحیح وسالم نکل گئے ہیں۔ اور دشمن باوجود کمال ہوشیاری اور احتیاط کے خائب وخاسر ہو گئے۔ تو انہوں نے کوشش کی کہ تعاقب کر کے آپؐ کو گرفتار کر لیں۔ اور اپنے غضب کی آگ آپؐ پر برسائیں۔ اور فوراً اِدھر اُدھر آدمی دوڑائے۔ کچھ آدمی اپنے ساتھ کھوجی لے کر چلے۔ جس نے آپؐ کے قدموں کے نشانات کو معلوم کر کے جبل ثور کی طرف کا رخ کیا۔ جب جبل ثور پر پہنچے تو اس نے بڑے زور سے اس بات کا اقرار کیا کہ یہ لوگ اس جگہ سے نہیں گئے۔ بلکہ پہاڑی پر موجود ہیں۔

کھوجی عام طور سے ہوشیار ہوتے ہیں اور گورنمنٹ کے محکمہ پولیس والے بھی ان سے بہت کچھ فائدہ اٹھاتے ہیں۔ اور یہ طریق انسان کے دریافت کرنے کا ایک بہت پرانا طریق ہے۔ خصوصاً ان ممالک میں جہاں جرائم کی کثرت ہو۔ اس طریق سے بہت کچھ کام لینا پڑتا ہے۔ اس لیے غیر مذہب ممالک میں اور ایسے ممالک میں کہ جہاں کوئی باقاعدہ حکومت نہ ہو اس کی بڑی قدر وقیمت ہوتی ہے اور جہاں زیادہ ضرورت ہو۔ وہاں اس فن کی ترقی بھی ہو جاتی ہے اس لیے عرب اور اس قسم کے دیگر ممالک میں جہاں رسول کریمؐ سے پہلے (فداہ ابی وامی) کوئی باقاعدہ حکومت نہ تھی اور جرائم کی کثرت تھی یہ پیشہ بڑے زوروں پر تھا۔ نہایت قابلِ وثوق سمجھا جاتا تھا۔ پس کھوجی کا یہ کہہ دینا کہ آپؐ ضرور یہاں تک آئے ہیں۔ ایک بہت بڑا ثبوت تھا۔ اور ایسی حالت میں غار کے اندر بیٹھے ہوؤں کا جو حال ہونا چاہیئے وہ سمجھ میں آسکتا ہے۔

وہ کیسا وقت ہوگا۔ جب رسول کریمؐ اور حضرت ابوبکرؓ دونوں بغیر سلاح وہتھیار کے غارِ ثور کے اندر بیٹھے ہوں گے۔ اور دشمن سر پر کھڑا باتیں بنا رہا ہوگا غارِ ثور کوئی چھوٹی سی غار نہیں جس کا منہ تنگ ہو کہ جس میں انسان کا گھسنا مشکل سمجھا جائے یا جس کے اندر جھانکنا مشکل ہو۔ بلکہ ایک فراخ منہ کی کھلی غار ہے جس کے اندر جھانکنے سے آسانی سے معلوم ہو سکتا ہے کہ کوئی اندر بیٹھا ہے یا نہیں۔ پس ایسی حالت میں دنیاوی اسباب کے لحاظ سے مشرکین مکہ کے لیے یہ بات بالکل قرینِ قیاس بلکہ ضروری تھی کہ وہ کھوجی کے کہنے کے مطابق ذرا آنکھیں جھکا کر دیکھ لیتے کہ آیا رسول کریمؐ غار میں تو نہیں بیٹھے۔ اور یہ کوئی ایسا عظیم الشان کام نہ تھا کہ جسے وہ لاپرواہی سے چھوڑ دیتے۔ کہ ایسے ضعیف خیال کی بنا پر اتنی غفلت کون برداشت کرے۔ پس ایسے انسانوں کا ہوا ایسے خطرہ کی حالت میں اس غار میں بیٹھے ہوئے ہوں۔ گھبرانا اور خوف کرنا بالکل فطرت کے مطابق ہوتا۔ اور میں نہیں سمجھتا کہ کوئی بہادر سے بہادر انسان بھی اس وقت خوف نہ کرتا۔ لیکن اگر کوئی ایسا جری انسان ہو بھی جو ایسے وقت میں اپنی جان کی پرواہ نہ کرے۔ اور بے خوف بیٹھا رہے اور سمجھ لے کہ اگر دشمن نے پکڑ بھی لیا تو کیا ہوا۔ آخر ایک دن مرنا ہے تو بھی یہ امر بالکل فطرتِ انسانی کے مطابق ہوگا ایسا آدمی جو ایسے مقام پر ہو۔ کم سے کم یہ یقین کر لے۔ کہ یہ لوگ ہمیں دیکھ ضرور لیں گے۔ کیونکہ عین سر پر پہنچ کر اور ایسی یقینی شہادت کے باوجود غار میں نظر بھی نہ ڈالنا بالکل اسباب کے خلاف ہے۔

مگر ہمارا رسولؐ فداہ ابی وامی کیا کرتا ہے۔ حضرت ابوبکرؓ فرماتے ہیں:۔

"کنت مع النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی الغار فرفعت رأسی فاذا انا باقدام القوم فقلت یا نبی اللہ لو انّ بعضھم طاطا بصرہ رانا قال اسکت یا ابابکر اثنان اللہ ثالثھما"

(بخاری جلد ۱ کتاب المناقب باب ہجرۃ النبی صلعم واصحابہ الی المدینۃ)

میں رسول کریمؐ کے ساتھ غار میں تھا۔ میں نے اپنا سر اٹھا کر نظر کی۔ تو تعاقب کرنے والوں کے پاؤں دیکھے۔ اس پر میں نے رسول کریمؐ سے عرض کیا یا رسول اللہ اگر کوئی نظر نیچی کرے گا۔ تو ہمیں دیکھ لے گا۔ تو آپؐ نے جواب میں ارشاد فرمایا۔ چپ اے ابی بکر۔ ہم دو ہیں۔ ہمارے ساتھ تیسرا خدا ہے۔ (پھر وہ کیونکر دیکھ سکتے ہیں)

اللہ اللہ کیا توکل ہے۔ دشمن سر پر کھڑا ہے اور اتنا نزدیک ہے کہ ذرا آنکھ نیچے کرے اور دیکھ لے۔ لیکن آپؐ کو خدا تعالیٰ پر ایسا یقین ہے کہ باوجود سب اسباب مخالف کے جمع ہو جانے کے آپؐ یہی فرماتے ہیں کہ یہ کیوں کر ہو سکتا ہے۔ خدا تو ہمارے ساتھ ہے۔ پھر وہ کیوں کر دیکھ سکتے ہیں۔

کیا کسی ماں نے ایسا بچہ جنا ہے۔ جو اس یقین اور ایمان کو لے کر دنیا میں آیا ہو۔ یہ جرأت وبہادری کا سوال نہیں۔ بلکہ توکل کا سوال ہے خدا پر بھروسہ کا سوال ہے۔ اگر جرأت ہی ہوتی تو آپؐ یہ جواب دیتے کہ خیر پکڑ لیں گے تو کیا ہوا۔ ہم موت سے نہیں ڈرتے۔ مگر آپؐ کوئی معمولی جرنیل یا میدانِ جنگ کے بہادر سپاہی نہ تھے آپؐ خدا کے رسولؐ تھے اس لیے آپؐ نے نہ صرف خوف کا اظہار نہ کیا۔ بلکہ حضرت ابوبکرؓ کو بتایا کہ دیکھنے کا تو سوال ہی نہیں ہے خدا ہمارے ساتھ ہے۔ اور اس کے حکم کے ماتحت ہم اپنے گھروں سے نکلے ہیں۔ پھر ان کو طاقت ہی کیا مل سکتی ہے کہ یہ آنکھ نیچی کر کے ہمیں دیکھیں۔

یہ وہ توکل ہے جو ایک جھوٹے انسان میں نہیں ہو سکتا۔ جو ایک پُر فریب دل میں نہیں ٹھہر سکتا۔ شاید کوئی مجنون ایسا کر سکے۔ کہ ایسے خطرناک موقعہ پر بے پرواہ رہے۔ لیکن میں پوچھتا ہوں کہ مجنون فقدانِ حواس کی وجہ سے ایسا کرے تو لیکن وہ کون ہے جو اس کے مجنونانہ خیالات کے مطابق اس کے متعاقبین کی آنکھوں کو اس سے پھیر دے۔ اور متعاقب سر پر پہنچ کر پھر اس کی طرف نگاہ اٹھا کر نہ دیکھ سکیں۔

پس رسولِ کریمؐ کا توکل ایک رسولانہ توکل تھا۔ اور جسے خدا تعالیٰ نے اسی رنگ میں پورا کر دیا۔ آپؐ نے خدا تعالیٰ پر یقین کر کے کہا کہ میرا خدا ایسے وقت میں مجھے ضائع نہیں کریگا اور خدا نے آپؐ کے توکل کو پورا کیا اور آپؐ کو دشمن کے قبضہ میں جانے سے بچا لیا۔ اور اسے اس طرح اندھا کر دیا کہ وہ آپؐ کے قریب پہنچ کر خائب وخاسر لوٹ گیا۔

یہ وہ توکل ہے جس کی نظیر دنیا میں نہیں ملتی۔ حضرت موسیٰؑ سے بھی ایک موقعہ پر اس قسم کے توکل کی نظیر ملتی ہے۔ لیکن وہ مثال اس سے بہت ہی ادنیٰ ہے۔ کیونکہ حضرت موسیٰؑ کے ساتھیوں نے فرعونیوں کو دیکھ کر کہا کہ انا لمدرکون ہم ضرور گرفتار ہو جائیں گے اس پر حضرت موسیٰؑ نے جواب میں کہا ان معی ربی سیھدین۔ لیکن رسول کریمؐ کا توکل ایسا کامل تھا کہ اس نے آپؐ کے ساتھی پر اثر ڈالا اور حضرت ابوبکرؓ نے موسائیوں کی طرح گھبرا کر یہ نہیں کہا کہ ہم ضرور پکڑے جائیں گے۔ بلکہ یہ کہا کہ اگر وہ نیچی نظر کریں تو دیکھ لیں۔ اور یہ ایمان اس پر توکل نتیجہ تھا نورِ نبوت اس وقت آپؓ کے دل پر ڈال رہا تھا۔ دوسرے حضرت موسیٰؑ کے ساتھ فوج تھی۔ اور ان کے آگے بھاگنے کی جگہ ضرور موجود تھی۔ لیکن رسولِ کریمؐ کے ساتھ نہ کوئی جماعت تھی اور نہ آپؐ کے سامنے کوئی اور راستہ تھا۔ اسی طرح اور بھی بہت سے فرق ہیں۔ جو طوالت کی وجہ سے میں اس جگہ بیان نہیں کرتا۔

اخلاصِ باللہ۔ یادِ الٰہی

خدا تعالیٰ کے ذکر پر آپ کو جوش آجاتا

رسول کریمؐ کی عادت تھی کہ بہت آرام اور آہستگی سے کلام کرتے تھے اور آپ کے کلام میں جوش نہ ہوتا تھا بلکہ بہت سہولت ہوتی تھی۔ لیکن آپؐ کی یہ بھی عادت تھی کہ جہاں خدا تعالیٰ کا ذکر آتا آپؐ کو جوش آجاتا تھا اور آپؐ کی یہ بھی ایک خاص شان پیدا ہو جاتی تھی۔ چنانچہ احادیث کے پڑھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ خدا تعالیٰ کے ذکر کے آتے ہی آپؐ کو جوش آجاتا تھا اور اور آپؐ کے لفظ لفظ سے معلوم ہوتا ہے کہ عشقِ الٰہی کا دریا آپؐ کے اندر لہریں مار رہا ہے آپ کے کلام کو پڑھ کر محبت کی ایسی لپٹیں آتیں کہ پڑھنے والے کا دماغ معطر ہو جاتا۔ اللہ اللہ آپؐ صحابہ میں بیٹھ کر کس پیار سے باتیں کرتے۔ ان کی دلجوئی کرتے ہیں ان کی شکایات کو سنتے ہیں۔ پھر صحابہؓ ہی کا کیا ذکر ہے کافر ومومن آپؐ کی ہمدردی سے فائدہ اٹھا رہا ہے اور ہر ایک تکلیف میں آپؐ مہربان باپ اور محبت کرنے والی ماں سے زیادہ ہمدرد ومہربان ثابت ہوتے ہیں لیکن اللہ تعالیٰ کے معاملہ میں جہاں اس کا اور غیر کا مقابلہ ہو جائے آپؐ بے اختیار ہو جاتے ہیں محبت ایسا جوش مارتی ہے کہ رنگ ہی اور ہو جاتا ہے۔ سننے والے کا دل ایک ایسی وابستگی پاتا ہے کہ آپؐ ہی کا ہمرنگ ہو جاتا ہے خدا تعالیٰ کی وہ عظمت بیان کرتے ہیں کہ دل بے اختیار اس پر قربان ہونا چاہتا ہے۔ وہ ہیبت بیان کرتے ہیں کہ بدن کانپ اٹھتا ہے وہ جلال بیان کرتے ہیں کہ جسم کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ ایسا خوف دلاتے ہیں کہ مومن انسان کا دل تو خوف کے مارے پگھل ہی جاتا ہے پھر ایسی شفقت ومحبت کا بیان کرتے ہیں کہ ٹوٹے ہوئے دل جڑ جاتے ہیں اور گری ہوئی ہمتیں بڑھ جاتی ہیں۔ اللہ اللہ آپؐ کے عام کلام کا مقابلہ اگر اس کلام سے کریں کہ جس میں بندوں کو خدا تعالیٰ کی طرف متوجہ کرتے ہیں۔ تو زمین وآسمان کا فرق معلوم دیتا ہے گویا خدا تعالیٰ کا ذکر آتے ہی آپؐ کا رواں رواں اس کی طرف جھک جاتا ہے اور ذرہ ذرہ اس کے احسانات کو یاد کرنے لگتا ہے اور زبان ان کی ترجمان ہوتی ہے۔ نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسولِ کریمؐ سے سنا فرمایا کرتے تھے:۔

"الحلال بیّن والحرام بیّن وبینھما شبھات لا یعلمھا کثیر من الناس فمن اتقی الشبھات فقد استبرأ لعرضہ ودینہ ومن وقع فی الشبھات کراعٍ یرعٰی حول الحمٰی یوشک ان یواقعہ الا وان لکلِ ملکٍ حمًی الا وان حمی اللہ فی ارضہ محارمہ الا وان فی الجسد مضغۃً اذا صلحت صلح الجسد کلہ واذا فسد الجسد کلہ الا وھی القلب"۔

(بخاری جلد ۱ کتاب الایمان باب فضل من استبرأ لدینہ)

حلال بھی بیان ہو چکا ہے اور حرام بھی بیان ہو چکا ہے اور ان دونوں کے درمیان کچھ ایسی چیزیں ہیں کہ مشابہ ہیں۔ انہیں اکثر لوگ نہیں جانتے۔ پس جو کوئی شبہات سے بچے اس نے اپنی عزت اور دین کو بچا لیا اور جو کوئی ان شبہات میں پڑ گیا۔ اس کی مثال ایک چرواہے کی ہے جو بادشاہ کی رکھ کے ارد گرد اپنے جانوروں کو چراتا ہے قریب ہے کہ اپنے جانوروں

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کو اندر ڈال دے خبردار ہر ایک بادشاہ کی ایک رکھ ہوتی ہے۔ خبردار اللہ کی رکھ اس کی زمین میں اس کے محارم ہیں۔ خبردار جسم میں ایک گوشت کا ٹکڑا ہے جب وہ درست ہو جائے تو جسم درست ہو جاتا ہے اور جب وہ خراب ہو جائے تو سب جسم خراب ہو جاتا ہے۔ خبردار اور وہ گوشت کا ٹکڑا قلب ہے۔

اس عبارت کو پڑھ کر معلوم ہوتا ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دل میں اس وقت تک اللہ تعالیٰ کی محبت کا ایک دریا امڈ رہا تھا۔ آپ دیکھتے تھے کہ ایک دنیا اس پاک ہستی کے احکام کو توڑ رہی ہے اور اس کے احکام پر عمل کرنے سے محترز ہے۔ لوگ اپنے نفس کے احکام کو مانتے ہیں لیکن خدا تعالیٰ کے ارشادات کی تعمیل نہیں کرتے۔ پھر آپ کو خدا تعالیٰ سے جو محبت تھی۔ اس کے رو سے آپ کب برداشت کر سکتے تھے کہ لوگ اس پیارے رب کو چھوڑ دیں۔ ان خیالات نے آپ پر یہ اثر کیا کہ ہر وقت خدا تعالیٰ کی عظمت کا ذکر کرتے اور لوگوں کو بتاتے کہ دنیاوی بادشاہوں کی اطاعت کے بغیر انسان سکھ نہیں پا سکتا تو پھر اس قادر مطلق کی نافرمانی پر کب سکھ پا سکتا ہے جو سب بادشاہوں کا بادشاہ ہے۔

میں جب مذکورہ بالا حدیث کو پڑھتا ہوں تو حیران ہوتا ہوں کہ آپ کس جوش کے ساتھ خدا کو یاد کرتے ہیں۔ بناوٹ سے یہ کلام نہیں نکل سکتا اس خالص محبت کا ہی نتیجہ تھا جو آپ خدا سے رکھتے تھے کہ خدا تعالیٰ کے ذکر پر آپ کو اس قدر جوش آجاتا اور آپ چاہتے کہ کسی طرح لوگ ان نافرمانیوں کو چھوڑ دیں اور خدا تعالیٰ کی اطاعت میں لگ جائیں۔ اس حدیث پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ کو حیرت تھی کہ لوگ کیوں اس طرح دلیری سے ایسے کام کر لیتے ہیں جن سے خدا تعالیٰ کی ناراضگی کا خوف ہو۔

جس کام میں کسی حاکم کی ناراضگی کا خیال ہو۔ لوگ اس کو کرنے سے بچتے ہیں۔ لیکن اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کا کوئی خوف نہیں کرتے اور سمجھتے ہیں کہ اس کی نافرمانی کرنے سے کوئی نقصان نہ ہوگا لیکن رسول کریمؐ فرماتے ہیں کہ خدا تعالیٰ کی ناراضگی ہی اصل ناراضگی ہے۔ اور انسان کو چاہیئے کہ نہ صرف گناہوں سے بچے۔ بلکہ ان کاموں سے بچے کہ جن کے کرنے میں شک ہو کہ یہ جائز ہیں یا ناجائز۔ کیونکہ یہ ممکن ہے کہ ان کاموں کے کرنے پر ہلاک ہو جائے اور وہ اسے خدا تعالیٰ کے رحم کے استحقاق سے محروم کر دیں۔

خدا تعالیٰ کے نام پر یہ جوش اور اس قدر اظہار خوف و محبت ظاہر کرتا ہے کہ آپ کے دل میں محبت الٰہی اس درجہ تک پہنچی ہوئی تھی کہ ہر ایک انسان کی طاقت ہی نہیں کہ اس کا اندازہ بھی کر سکے۔

ذکر الٰہی کی تڑپ

پچھلی مثال سے تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ یاد الٰہی کے وقت آپؐ کو کس قدر جوش اور کس قدر محبت سے مجبور ہو کر آپؐ کے کلام میں خاص شان پیدا ہو جاتی تھی۔ اب میں ایک اور واقعہ بیان کرتا ہوں جس سے معلوم ہوتا ہے کہ آپؐ کو اللہ تعالیٰ کی یاد کا نہایت ہی شوق تھا۔ اور آپ عبادات کے بجا لانے میں کما حقہٗ مشغول رہتے تھے۔

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ جب آپؐ مرض الموت میں مبتلا ہوئے تو بوجہ سخت ضعف کے نماز پڑھانے پر قادر نہ تھے۔ اس لیے آپؐ نے حضرت ابوبکرؓ کو نماز پڑھانے کا حکم دیا۔ جب حضرت ابوبکرؓ نے نماز پڑھانی شروع کی۔ تو آپؐ نے کچھ آرام محسوس کیا اور نماز کے لیے نکلے۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ:

فوجد النبی صلی اللہ علیہ وسلم من نفسہ خفۃ فخرج یھادی بین رجلین کانی انظر رجلیہ یخطان الارض من الوجع فاراد ابوبکر ان یتاخر فاومأ الیہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم ان مکانک ثم اتی بہ حتی جلس الی جنبہ وکان النبی صلی اللہ علیہ وسلم یصلی بصلاۃ والناس یصلون بصلاۃ ابی بکر رضی اللہ عنہ۔

ترجمہ:۔ کہ حضرت ابوبکرؓ کو نماز پڑھانے کا حکم دینے کے بعد جب نماز شروع ہو گئی تو آپؐ نے مرض میں کچھ خفت محسوس کی۔ پس آپؐ نکلے کہ دو آدمی آپؐ کو سہارا دے کر لے جا رہے تھے۔ اور اس وقت میری آنکھوں کے سامنے وہ نظارہ ہے کہ شدت درد کی وجہ سے آپؐ کے قدم زمین سے چھوتے ہوئے جاتے تھے۔ آپؐ کو دیکھ کر حضرت ابوبکرؓ نے ارادہ کیا کہ پیچھے ہٹ آئیں۔ اس ارادہ کو معلوم کر کے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوبکرؓ کی طرف اشارہ فرمایا کہ اپنی جگہ پر رہو۔ پھر آپؐ کو وہاں لایا گیا اور آپؐ حضرت ابوبکرؓ کے پاس بیٹھ گئے اس کے بعد رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھنی شروع کی اور حضرت ابوبکرؓ نے آپؐ کی نماز کے ساتھ نماز پڑھنی شروع کی اور باقی لوگ حضرت ابوبکرؓ کی نماز کی اتباع کرنے لگے۔

اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ آپؐ کیسی ہی خطرناک بیماری ہو۔ خدا تعالیٰ کی یاد نہ بھلاتے۔ عام طور پر لوگوں کو دیکھا گیا ہے کہ ذرہ تکلیف ہوئی اور سب عبادتیں بھول گئیں۔ اور نماز باجماعت اور دوسرے شرائط کی ادائیگی میں تو اکثر کوتاہی ہو جاتی ہے لیکن آپؐ کا یہ حال تھا کہ معمولی بیماری تو الگ رہی اس مرض میں کہ جس میں آپؐ فوت ہو گئے اور جس کی شدت کا یہ حال تھا آپؐ کو بار بار غش آجاتے تھے اٹھنے سے قاصر تھے لیکن جب نماز شروع ہو گئی تو آپؐ برداشت نہ کر سکے کہ آپؐ خاموش بیٹھ رہیں اسی وقت دو آدمیوں کے کاندھے پر سہارا لے کر باوجود اس کمزوری کے کہ قدم لڑکھڑاتے جاتے تھے۔ نماز باجماعت کے لیے مسجد میں تشریف لے آئے بے شک ظاہراً یہ بات معمولی معلوم ہوتی ہے لیکن ذرا رسول کریمؐ کی اس حالت کو دیکھو جس میں آپؐ مبتلا تھے۔ پھر اس ذکر الٰہی کے شوق کو دیکھو کہ جس کے ماتحت آپؐ نماز کے لیے دو آدمیوں کے کاندھوں پر ہاتھ رکھ کر تشریف لائے تو معلوم ہوگا کہ یہ واقعہ کوئی معمولی واقعہ نہ تھا۔ بلکہ آپؐ کے دل میں ذکر الٰہی کا جوش تھا۔ اس کے اظہار کا ایک آئینہ تھا۔ ہر ایک صاحب بصیرت سمجھ سکتا ہے کہ ذکر الٰہی آپ کی غذا تھی اور اس کے بغیر آپؐ اپنی زندگی میں کوئی لطف نہ پاتے تھے۔ اسی کی طرف آپؐ نے اشارہ فرمایا ہے۔ کہ جن چیزوں سے مجھے محبت ہے ان میں سے ایک قرۃ العین فی الصلوٰۃ ہے۔ یعنی نماز میں میری آنکھیں ٹھنڈی ہو جاتی ہیں۔ شریعت کے لحاظ سے آپؐ کا نماز باجماعت پڑھنا یا مسجد میں آنا کوئی ضروری امر نہ تھا۔ کیونکہ بیماری میں شریعت اسلام کسی کو ان شرائط کے پورا کرنے پر مجبور نہیں کرتی لیکن یہ عشق کی شریعت تھی۔ یہ محبت کے احکام تھے۔ بے شک شریعت آپؐ کو اجازت دیتی تھی کہ آپؐ گھر میں ہی نماز ادا فرماتے۔ لیکن آپؐ کو ذکر الٰہی سے جو محبت تھی وہ مجبور کرتی تھی کہ خواہ کچھ بھی ہو آپؐ ہر ایک تکلیف برداشت کر کے تمام شرائط کے ساتھ ذکر الٰہی کریں اور اپنے پیارے کی یاد کریں۔ جب اس تکلیف کی حالت میں آپؐ کو ذکر الٰہی سے یہ وابستگی تھی تو صحت کی حالت میں قیاس کیا جا سکتا ہے۔

میں پیچھے لکھ چکا ہوں کہ رسول کریمؐ کو اللہ تعالیٰ سے ایسا تعلق تھا کہ خدا تعالیٰ کا ذکر کرتے ہی آپؐ کے اندر جوش پیدا ہو جاتا۔ اور یہ کہ آپؐ کو خدا تعالیٰ سے ایسی محبت تھی کہ تندرستی اور بیماری میں خدا تعالیٰ کا ذکر ہی آپؐ کی غذا تھا۔ اب میں ایک اور واقعہ یہاں درج کرتا ہوں جس سے معلوم ہوگا کہ آپؐ جہاں تک ہو سکتا لوگوں میں خدا تعالیٰ کے ذکر کی عادت پیدا کرتے

حضرت سہل بن سعد الساعدی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:۔

ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ذھب الی بنی عمرو بن عوف لیصلح بینھم فحانت الصلوٰۃ فجاء المؤذن الی ابی بکر فقال اتصلی للناس فاقیم قال نعم فصلی ابوبکر فجاء رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم والناس فی الصلوٰۃ فتخلص حتی وقف فی الصف فصفق الناس وکان ابوبکر لا یلتفت فی صلوتہ فلما اکثر الناس التصفیق التفت فرأی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فاشار الیہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان امکث مکانک فرفع ابوبکرؓ یدیہ فحمد اللہ علی ما امرہ بہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ثم استاخر ابوبکر حتی استوی فی الصف وتقدم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فصلی فلما انصرف قال یا ابا بکر ما منعک ان تثبت اذ امرتک فقال ابوبکر ما کان لابن ابی قحافۃ یصلی بین یدی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما لی رأیتکم اکثرتم التصفیق من رابہ شیء فی صلوتہ فلیسبح فانہ اذا سبح التفت الیہ وانما التصفیق للنساء۔

(بخاری جلد ۱ کتاب الاذان باب من دخل یوم الناس)

ترجمہ:۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم بنی عمرو بن عوف میں گئے تاکہ ان میں صلح کروائیں۔ اور نماز کا وقت آگیا تب مؤذن حضرت ابوبکرؓ کے پاس آیا اور کہا کہ آپؐ لوگوں کو نماز پڑھائیں گے پس میں اقامت کہوں۔ آپ نے جواب دیا کہ ہاں۔ پھر حضرت ابوبکرؓ نماز کے لیے کھڑے ہوئے اتنے میں رسول کریمؐ تشریف لے آئے اور لوگ نماز پڑھ رہے تھے۔ آپؐ صف چیرتے ہوئے آگے بڑھے اور پہلی صف میں جا کر کھڑے ہو گئے۔ جب آپؐ کی آمد کی اطلاع ہوئی تو لوگ تالیاں پیٹنے لگے (تا حضرت ابوبکرؓ کو معلوم ہو جائے) لیکن حضرت ابوبکرؓ نماز میں دوسری طرف کچھ توجہ نہ فرماتے جب تالیاں پیٹنا طول پکڑ گیا تو آپؓ متوجہ ہوئے اور دیکھا رسول کریمؐ تشریف لائے ہیں۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے آپؓ کی طرف اشارہ فرمایا کہ اپنی جگہ ٹھہرے رہو۔ اس پر حضرت ابوبکرؓ نے اپنے ہاتھ اٹھائے اور اس عزت افزائی پر خدا تعالیٰ کا شکر ادا کیا اور حمد کی۔ پھر آپؓ پیچھے ہٹ گئے اور صف میں مل گئے اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم آگے بڑھے اور نماز پڑھائی سلام پھیرنے کے بعد فرمایا کہ اے ابوبکرؓ جب میں نے حکم دیا تھا تو پھر آپؓ کو کون سی چیز مانع ہوئی کہ نماز پڑھاتے رہتے۔ حضرت ابوبکرؓ نے جواب دیا کہ ابو قحافہ کے بیٹے (حضرت ابوبکرؓ) کی حیثیت نہ تھی کہ رسول

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کریمؐ کے آگے کھڑا ہو کر نماز پڑھاتا۔ پھر آپؐ نے لوگوں کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا۔ کہ کیا وجہ ہے کہ میں نے دیکھا کہ تم لوگوں نے اس قدر تالیاں پیٹیں جیسے نماز میں کوئی حادثہ پیش آئے اُسے چاہیئے کہ سبحان اللہ کہے۔ کیونکہ جب وہ سبحان اللہ کہے گا۔ تو خود ہی اس کی طرف توجہ ہو گی۔ اور تالیاں پیٹنا تو عورتوں کا کام ہے۔

اس حدیث سے اگرچہ اور بہت سے سبق ملتے ہیں لیکن اس جگہ مجھے صرف ایک امر کی طرف متوجہ کرنا ہے اور وہ یہ کہ آنحضرتؐ کی تمام عمر یہی کوشش رہی کہ جس جس طرح سے ہو سکے لوگوں کی زبان پر خدا کا نام جاری کیا جائے۔ خود تو جس طرح آپؐ ذکر میں مشغول رہتے۔ اس کا حال میں بیان کر چکا ہوں۔ مگر اس حدیث سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ آپؐ ہر ایک کی زبان پر یہی لفظ دیکھنا چاہتے تھے۔

آپؐ کی آمد کی اطلاع دینے کے لیے اگر صحابہؓ نے تالیاں بجائیں۔ تو یہ ان کا ایک رواج تھا اور ہر ایک ملک میں اطلاع عام کے لیے یا متوجہ کرنے کے لیے تالیاں بجاتے ہیں آج کل بھی جلسوں میں ایسا ہی ہوتا ہے کہ جب کسی لیکچرار کی کوئی بات پسند آئے تو اس پر تالیاں پیٹتے ہیں تاکہ لوگوں کو توجہ پیدا ہو کہ یہ حصہ لیکچر خاص توجہ کے قابل ہے۔ پس ہمیں تالیاں بجانا اس کام کے لیے رائج ہے لیکن رسول کریمؐ کا یادِ الٰہی سے محبت دیکھو کہ آپؐ نے دیکھا کہ بعض دفعہ ضرورت تو ہوتی ہے کہ لوگوں کو کسی کام کی طرف متوجہ کیا جائے۔ پھر کیوں نہ اس ضرورت کے موقع پر بجائے اس بے معنی حرکت کے لوگوں کو اس طرف لگا دیا جائے کہ وہ اپنے خیالات اور جوشوں کے اظہار کے لیے بجائے تالیاں بجانے کے سبحان اللہ کہہ دیا کریں۔ کم سے کم ایسے موقع پر ہی خدا کا ذکر ان کی زبان پر جاری ہو گا۔

یہ وہ حکمت و فلسفہ ہے جسے دنیا کے کسی رہنما نے نہیں سمجھا اور کوئی مذہب نہیں جو اس حکم کی نظیر پیش کر سکے کہ اس نے بھی بجائے لغویات کے لوگوں کو ایسی تعلیم کی طرف متوجہ کیا ہو کہ جو ان کے لیے مفید ہو سکے۔ تالیاں بجانا بیشک جذباتِ انسانی کا ترجمان تو ہو سکتا ہے لیکن وہ ایسا ہی ترجمان ہے کہ جیسے ایک گونگے کے خیالات کا ترجمہ اس کے خیالات ہو جاتے ہیں۔ کیونکہ تالیاں بجانے سے صرف اس قدر معلوم ہو سکتا ہے کہ اس کے دل میں کوئی جوش ہے۔ اور یہ اس کی طرف لوگوں کو متوجہ کرنا چاہتا ہے یا یہ کہ کسی کو غلطی پر دیکھ کر اُسے اس کی غلطی پر متنبہ کرنا چاہتا ہے۔ لیکن اس سے زیادہ اور کوئی نتیجہ نہیں نکلتا۔ لیکن رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم صرف اسی پر اکتفا نہ کر سکتے تھے۔ آپؐ ایک طرف تو کل لغویات کو مٹانا چاہتے تھے دوسری طرف آپؐ کے دل میں یہ جوش موجزن رہتا کہ خدا تعالیٰ کے نام کی کثرت ہو اور ہر ایک مجلس اور مقام میں اسی کا ذکر کیا جائے اس لیے آپؐ نے بجائے ان بے معنی اشارات کے جن سے گو اشارتاً حصول مطلب ہو جاتا تھا ایسے الفاظ مقرر کیے کہ جن سے نہ صرف حصولِ مطلب ہوتا ہے بلکہ انسان کی روحانیت میں ازدیاد کا باعث ہیں اور عین موقع کے مناسب ہیں۔ اور پھر خدا تعالیٰ کا ذکر بھی ہو جاتا ہے۔

یاد رکھنا چاہیئے کہ انسان جب کبھی کسی شے کی طرف توجہ کرتا ہے۔ یا اسے پسند کرنے کی وجہ سے یا ناپسندیدگی کے باعث تو ان دونوں صورتوں میں سبحان اللہ کے کلمہ کا استعمال نہایت با موقع اور با محل ہے۔ اگر وہ کسی انسان کے کسی فعل کو ناپسند کرتا ہے تو سبحان اللہ یہ بتانے کے لیے کہتا ہے کہ آپ سے کوئی سہو ہوا ہے۔ سہو سے تو صرف خدا کی ذات پاک ہے ورنہ ہر ایک انسان سے سہو ممکن ہے اس مفہوم کو سمجھ کر آدمی اپنی غلطی پر متنبہ ہو جاتا ہے۔ اسی طرح اگر کوئی شخص کوئی عمدہ کام کرے تو اس میں بھی سبحان اللہ کہا جاتا ہے جس کی یہ غرض ہوتی ہے کہ اللہ تعالیٰ ہی تمام نقصوں سے پاک ہے اور جو کچھ اس نے پیدا کیا ہے اسے بھی پاک ہی پیدا کیا ہے یہ کام جو کسی سے سرزد ہوا ہے یا یہ قول جو کسی کی زبان پر جاری ہوا ہے وہ اپنی خوبی اور حسن میں خدا تعالیٰ کی پاکیزگی اور طہارت یاد دلاتا ہے جو تمام خوبیوں کا پیدا کرنے والا ہے۔

غرض سبحان اللہ کا کلمہ اس ضرورت کو پورا کرتا ہے جس کے لیے توجہ دلائی جاتی ہے اور افسوس اور خوشی دونوں کا اظہار اس سے ایسی عمدگی سے ہوتا ہے جو اور کسی کلمہ سے نہیں ہو سکتا۔ پس اس کلمہ کے مقابلہ میں تالیاں بجانا اور سیٹیاں مارنا بالکل لغو اور بے فائدہ ہے اور ان لغو حرکات کے مقابلہ پر ایسا پاک کلمہ رکھ دینا رسولِ کریمؐ کی ہی پاک طبیعت کا کام تھا۔ ورنہ ہزاروں سال سے لغو حرکت کو روکنے کی کسی اور کے دل میں تحریک نہیں ہوئی ہاں صرف رسولِ کریمؐ ہی ہیں جو اس نکتہ تک پہنچے اور آپؐ نے ایسے موقعہ پر خدا تعالیٰ کا نام لینے کی تعلیم دے کر ثابت کر دیا ہے کہ آپؐ ہر ایک موقعہ پر خدا تعالیٰ کا ذکر کرنا پسند فرماتے۔ اور اسی کا ذکر آپؐ کے لیے غذا تھا۔

اس واقعہ کے علاوہ اور بھی بہت سے واقعات ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ آپؐ جانتے تھے کہ خدا خدا تعالیٰ کا ذکر زیادہ کیا جائے۔ چنانچہ چھینک پر کھانا شروع کرتے وقت، پھر ختم ہونے کے بعد سوتے وقت، جاگتے وقت، نمازوں کے بعد کوئی بڑا کام کرتے وقت، وضو کرتے وقت غرضیکہ اکثر اعمال میں اپنے خدا تعالیٰ کے ذکر کی طرف لوگوں کو متوجہ کیا ہے جس سے ثابت ہوتا ہے کہ آپؐ نہ صرف خود ہی ذکرِ الٰہی میں زیادہ مشغول رہتے تھے بلکہ دوسروں سے بھی چاہتے تھے کہ وہ بھی یادِ الٰہی میں مشغول رہیں جو آپؐ کے کمال محبت پر دال ہے۔

میں نے بہت آدمی دیکھے ہیں کہ ذرا عبادت کی اور مغرور ہو گئے چند دنوں کی نمازوں یا عبادتوں کے بعد وہ اپنے آپ کو فرعونِ بے سامان یا فخرِ اولیاء سمجھنے لگتے ہیں اور دنیا و ما فیہا اُن کی نظروں میں حقیر ہو جاتی ہے۔ بڑے سے بڑے آدمی کی حقیقت کچھ نہیں جانتے بلکہ انسان کا تو کیا کہنا ہے خدا تعالیٰ پر بھی اپنا احسان جتاتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ جو عبادات ہم نے کی ہیں۔ گویا خدا تعالیٰ پر احسان کیا ہے اور وہ ہمارا ممنون ہے کہ ہم نے اس کی عبادت کی ورنہ اگر عبادت نہ کرتے تو وہ کیا کرتا۔ جو لوگ اس طرز کے نہیں ہوتے ان میں سے بھی اکثر ایسے دیکھے گئے کہ انہیں عبادت کر کے کچھ تکبر ضرور آ جاتا ہے۔ اور بہت ہی کم ہیں کہ جو عبادت کے بعد بھی اپنی حالت پر قائم رہیں اور یہی نیکوں کا گروہ ہے۔ پھر سمجھ سکتے ہو کہ نیکوں کے سردار اور نبیوں کے سربراہ وہ حضرت رسول کریمؐ صلے اللہ علیہ وسلم کا کیا حال ہو گا۔

آپؐ تو کل خوبیوں کے جامع اور کل نیکیوں کے سرچشمہ تھے۔ عبادت کسی تکبر یا بڑائی کے لیے کرنا تو الگ رہا جس قدر خدا تعالیٰ کی بندگی بجا لاتے اتنی ہی ان کی آتشِ شوق تیز ہوتی اور آپؐ بجائے عبادت پر خدا تعالیٰ کو اپنا ممنون احسان جتانے کے خود شرمندۂ احسان ہوتے کہ الٰہی اس قدر توفیق جو عبادت کی ملتی ہے تو تیرے ہی فضل سے ملتی ہے۔ آپؐ کی عبادت ایک دَور تسلسل کا رنگ رکھتی ہے۔ کچھ حصۂ وقت جب عبادت میں گزارتے تو خیال کرتے کہ اللہ تعالیٰ کا بڑا احسان ہے کہ اس نے اس کام کی توفیق دی۔ اس احسان کا شکر بجا لانا ضروری ہے اس جذبۂ ادائیگی شکر سے بے اختیار ہو کر کچھ اور عبادت کرتے اور پھر اسے بھی خدا تعالیٰ کا ایک احسان سمجھتے کہ شکر بجا لانا بھی ہر ایک کا کام نہیں۔ جب تک خدا تعالیٰ کا احسان نہ ہو۔ پھر اور بھی زیادہ شوق کی جلوہ نمائی ہوتی اور پھر اپنے رب کی عبادت میں مشغول ہو جاتے اور یہ راز و نیاز کا سلسلہ ایسا وسیع ہوتا ہوتا کہ بار بار عبادت کرتے کرتے آپؐ کے پاؤں سوج جاتے۔ صحابہؓ عرض کرتے یا رسول اللہ اس قدر عبادت کی بھی آپؐ کو کیا حاجت ہے۔ آپؐ کے تو گناہ معاف ہو چکے ہیں۔ اس کا جواب آپؐ یہی دیتے کہ پھر کیا میں شکر نہ کروں۔

حضرت مغیرہ بن شعبہؓ فرماتے ہیں:۔

"ان کان النبیّ صلی اللہ علیہ وسلم یقوم لیصلی حتّٰی تورم قدماہ او ساقاہ فیقال لہ فیقول افلا اکون عبدا شکورا"

(بخاری جلد ۱ کتاب التہجد باب قیام النبی صلی اللہ علیہ وسلم اللیل)

ترجمہ:۔ رسول کریمؐ نماز کے لیے کھڑے ہوا کرتے تھے تو اتنی دیر تک کھڑے رہتے کہ آپؐ کے قدم یا کہا پنڈلیاں سوج جاتیں۔ لوگ آپؐ سے جب کہتے (کہ آپؐ ایسا کیوں کرتے ہیں) تو آپؐ جواب دیتے کہ کیا میں شکر گزار بندہ نہ بنوں۔

اللہ اللہ کیا عشق ہے۔ کیا محبت ہے۔ کیا پیار ہے۔ خدا تعالیٰ کی یاد میں کھڑے ہوتے ہیں اور اپنے تن بدن کا ہوش نہیں رہتا۔ خون کا دوران نیچے کی طرف ہو جاتا ہے اور آپؐ کے پاؤں متورم ہو جاتے ہیں لیکن محبت اس طرف خیال ہی نہیں جانے دیتی۔ آس پاس کے لوگ دیکھ کر حیران ہو جاتے ہیں کہ یہ کرتے کیا ہیں اور آپؐ کے درد سے تکلیف محسوس کر کے آپؐ کو اس طرف متوجہ کرتے ہیں کہ آپؐ یہ کیا کرتے ہیں اور کیوں اپنے آپ کو اس تکلیف میں ڈالتے ہیں۔ اور اس قدر دُکھ اٹھاتے ہیں۔ آخر کچھ تو اپنی صحت اور اپنے آرام کا بھی خیال کرنا چاہیئے۔ مگر وہ دُکھ لوگوں کو بے چین کر دیتا ہے اور جس سے دیکھنے والے متاثر ہو جاتے ہیں، آپؐ پر کچھ اثر نہیں کرتا اور بجائے عبادات میں کچھ سستی کرنے اور آئندہ اس قدر لمبا عرصہ اپنے رب کی یاد میں کھڑے رہنا ترک کرنے کی بجائے آپؐ ان کی اس بات کو ناپسند کرتے ہیں اور انہیں جواب دیتے ہیں کہ کیا میں خدا کا شکر گزار بندہ نہ بنوں۔ وہ مجھ پر اس قدر احسان کرتا ہے، اس قدر فضل کرتا ہے، اس شفقت کے ساتھ مجھ سے پیش آتا ہے۔ پھر کیا اس کے اس حسن سلوک کے بدلہ میں اس کے نام کا ورد نہ کروں، اس کی بندگی میں کوتاہی شروع کر دوں۔

کیا اخلاص سے بھرا اور کیسی شکر گزاری ظاہر کرنے والا یہ جواب ہے۔ اور کس طرح آپؐ کے قلب مطہر کے جذبات کو کھول کر پیش کر دیتا ہے۔ خدا کی یاد اور اس کے ذکر کی یہ تڑپ اور کسی کے دل میں ہے؟ کیا کوئی اور اس کا نمونہ پیش کر سکتا ہے؟ کیا کسی اور قوم کا بزرگ آپؐ کے اس اخلاص کا مقابلہ کر سکتا ہے؟ میں اس مضمون کے پڑھنے والے کو اس طرف بھی متوجہ کرنا چاہتا ہوں کہ اس عبادت کے مقابلہ میں اس بات کا خیال بھی رکھنا چاہیئے کہ آپؐ کس طرح کاموں میں مشغول رہتے تھے۔ اور یہی نہیں کہ رات کے وقت عبادت کے لیے اٹھ کر کھڑے ہو جاتے اور دن بھر سوئے رہتے۔ کیونکہ اگر ایسا ہوتا تو پھر اس شوق اور تڑپ کا پتہ نہ لگتا جو اس صورت میں ہے کہ دن بھر بھی آپؐ خدا تعالیٰ کے نام کی اشاعت اور اطاعت و فرمانبرداری کا رواج دینے کی کوشش میں لگے رہتے تھے۔ خود پانچ اوقات میں امام ہو کر نماز پڑھاتے تھے۔ دُور دُور کے جو وفود اور سفراء آتے تھے ان کے ساتھ خود ہی ملاقات کرتے اور ان کے مطالبات کا جواب دیتے۔ جنگوں کی کمان بھی خود ہی کرتے۔ صحابہؓ کو قرآن شریف کی تعلیم بھی دیتے۔ حج بھی خود تھے۔ تمام دن جس قدر جھگڑے لوگوں میں ہوتے ان کے فیصلے کرتے عمال کا انتظام۔ بیت المال کا انتظام۔ ملک کا انتظام دینِ اسلام کا اجراء اور پھر جنگوں میں فوج کی کمان بیویوں کے حقوق کا ایفاء پھر گھر کے کام کاج میں شریک ہونا۔ یہ سب کام آپؐ دن کے وقت کرتے۔ اور ان کے بجا لانے کے بعد بجائے اس کے کہ چور ہو کر بستر پر جا پڑیں۔ اور سورج نکلتے وقت تک اس سے سر نہ اٹھائیں بار بار اٹھ کر بیٹھ جاتے اور اللہ تعالیٰ کی تسبیح کر کے تحمید کرتے اور نصف رات کے گزرنے پر اٹھ کر وضو

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کرتے اور تن تنہا جب چاروں طرف خاموشی اور سناٹا چھایا ہوا ہوتا اپنے ربّ کے حضور میں نہایت عجز و نیاز سے کھڑے ہو جاتے اور تلاوت قرآن شریف کرتے۔ اور اتنی اتنی دیر تک کھڑے رہتے کہ آپؐ کے پاؤں متورم ہو جاتے حتیٰ کہ عبداللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ میں بھی آپؐ کے ساتھ نماز پڑھنے کھڑا ہو گیا تو اس قدر تکلیف ہوئی۔ کہ قریب تھا کہ میں نماز توڑ کر بھاگ جاتا کیونکہ میرے قدم اب زیادہ بوجھ برداشت نہیں کر سکتے تھے اور میری طاقت سے باہر تھا کہ زیادہ کھڑا رہ سکوں۔ یہ بیان اس شخص کا ہے جو نوجوان اور رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم سے عمر میں کہیں کم تھا۔ جس سے سمجھ میں آسکتا ہے کہ آپؐ کی ہمت اور جذبۂ محبت ایسا تیز تھا کہ باوجود پیری کے اور دن بھر کام میں مشغول رہنے کے آپؐ عبادت میں اتنی اتنی دیر کھڑے رہتے کہ جوان اور پھر مضبوط جوان جن کے کام آپؐ کے کاموں کے مقابلہ میں پاسنگ بھی نہ تھے، آپؐ کے ساتھ کھڑے نہ رہ سکتے اور رہ جاتے۔

یہ عبادت کیوں تھی اور کس وجہ سے آپؐ یہ مشقت کرتے تھے؟ صرف اسی لیے کہ آپؐ ایک شکر گزار بندے تھے اور آپؐ کا دل خدا تعالیٰ کے احسانات کو دیکھ کر ہر وقت اس کے ذکر کرنے کی طرف مائل رہتا چنانچہ جیسا کہ میں اوپر لکھ آیا ہوں۔ جب آپؐ سے سوال کیا گیا کہ آپؐ اس قدر عبادت میں کیوں مشغول رہتے ہیں۔ تو آپؐ نے یہی جواب دیا کہ کیا میں خدا تعالےٰ کا شکر گزار بندہ نہ بنوں۔

غرضیکہ جس محبت اور شوق سے آپؐ ذکرِ الٰہی میں مشغول رہتے تھے اور ان مشاغل کے باوجود جو آپؐ کو دن کے وقت درپیش رہتے تھے اس کی نظیر دنیا میں اور کسی ہادی کی زندگی میں نہیں مل سکتی۔ اوّل تو میں دعویٰ کرتا ہوں کہ اگر دنیا کے دیگر ہادیان کے اشغال کا آپؐ کے اشغال سے مقابلہ کیا جائے تو ان کے اشغال ہی آپؐ کے مقابلہ میں بہت کم نکلیں گے۔ لیکن اس فرق کو نظر انداز کر کے بھی ان کی زندگی میں ذکرِ الٰہی کی یہ کثرت نہ پائی جائیگی۔ بات یہ ہے کہ خدا تعالیٰ کے احسانات کا مطالعہ جس غور سے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے اور کسی انسان نے نہیں کیا۔ اسی لیے جس محبت سے آپؐ اپنے پیارے کا نام لیتے تھے اور کسی انسان نے نہیں لیا۔ ہم اس بات کا انکار نہیں کرتے کہ اللہ تعالےٰ کے محبین اور ذاکرین میں بڑے بڑے لوگ ہوئے ہیں۔ لیکن اس میں بھی شک نہیں کہ آپؐ جیسا ذاکر اور محب اور کوئی نہیں مل سکتا۔

موت کے بعد بھی خدا ہی یاد تھا

سوائے شاذ و نادر کے عام طور پر دیکھا جاتا ہے کہ انسان اپنی زندگی پر حریص ہوتا ہے۔ حتیٰ کہ ڈاکٹروں نے فیصلہ کر دیا ہے کہ جو شخص خودکشی کرتا ہے وہ ضرور پاگل ہو جاتا ہے۔ یا خودکشی وقت اسے جنون کا دورہ ہوتا ہے ورنہ عقل و خرد کی موجودگی میں انسان ایسا کام نہیں کرتا۔ جب موت قریب ہو۔ تو اس وقت تو اکثر آدمی اپنے مشاغل کو یاد کر کے افسوس کرتے ہیں کہ اگر اور کچھ دن زندگی ہوتی تو فلاں کام بھی کر لیتے اور فلاں کام بھی کر لیتے۔ جوانی میں اس قدر حرص نہیں ہوتی جس قدر بڑھاپے میں ہو جاتی ہے۔ اور یہی خیال دامنگیر ہو جاتا ہے کہ اب بچوں کے بچے دیکھیں۔ اور پھر ان کی شادیاں دیکھیں۔ اور جب موت قریب آتی ہے۔ تو اور بھی توجہ ہو جاتی ہے۔ اور بہت سے لوگوں کا بستر مرگ دیکھا گیا ہے۔

اندوہ کا مظہر اور رنج و غم کا مقام ہوتا ہے اور اگر اور کاش کا اعادہ اس کثرت سے کیا جاتا ہے کہ عمر بھر اس میں اس کی نظیر نہیں ملتی۔ مرنے والا پے در پے اپنی خواہشات کا ذکر کرتا ہے۔ اور اپنے وقت کو وصیت میں صرف کرتا ہے۔ میرے فلاں مال فلاں کے سپرد کرنا۔ اور میری بیوی سے یہ سلوک کرنا۔ اور بیٹوں سے یوں حسن سلوک سے پیش آنا۔ فلاں سے میں نے اس قدر روپیہ لینا ہے اور فلاں کو اس قدر دینا ہے۔ غرض اس قسم کی بہت سی باتیں ہیں جو روزانہ گھر میں دوسرائی جاتی ہیں۔ اور چونکہ موت کا سلسلہ ہر جگہ لگا ہوا ہے اور ہر فرد بشر کو اس دروازہ سے گزرنا پڑتا ہے۔ اس لیے تمام لوگ ان کیفیات کو جانتے ہیں۔ زیادہ لکھنے کی ضرورت نہیں۔

میرا آقا جہاں اور ہزاروں باتوں میں دوسرے انسانوں سے اعلیٰ اور مختلف ہے وہاں اس بات میں بھی دوسروں سے بالاتر ہے۔ اس میرے سردارؐ کی موت کا واقعہ معمولی سا واقعہ نہیں۔ کس گمنامی کی حالت سے ترقی پا کر اس نے اس عظیم الشان حالت کو حاصل کیا تھا اور کس طرح خدا تعالےٰ نے اُسے ہر دشمن پر فتح دی تھی اور ہر میدان میں غالب کیا تھا وہ ایک بہت بڑی حکومت کا مالک اور بادشاہ تھا۔ اور ہزاروں قسم کے انتظامات اس کے زیر نظر تھے۔ لیکن اپنی وفات کے وقت اسے ان چیزوں میں سے ایک کا بھی خیال نہیں۔ نہ وہ آئندہ کی فکر کرتا ہے نہ تدابیر ملکی کے متعلق وصیت کرتا ہے نہ اپنے رشتہ داروں کے متعلق ہدایت لکھواتا ہے۔ بلکہ اس کی زبان پر اگر کوئی فقرہ جاری ہے تو یہی کہ اللّٰھم فی الرفیق الاعلےٰ

اللّٰھم فی الرفیق الاعلےٰ

اے میرے اللہ مجھے رفیق اعلےٰ میں جگہ دے اے میرے اللہ مجھے رفیق اعلےٰ میں جگہ دے

اس فقرہ کو ذرا ان مضطربانہ حرکات سے مقابلہ کر کے دیکھو۔ جو عام طور پر مرنے والوں سے سرزد ہوتی ہیں۔ کیسا اطمینان ثابت ہوتا ہے کیسی محبت ہے۔ ساری عمر آپؐ خدا تعالیٰ کو یاد کرتے رہے۔ اٹھتے بیٹھتے چلتے پھرتے خلوت و جلوت غرضکہ ہر جگہ آپؐ کو خدا ہی خدا یاد تھا اور اسی کا ذکر آپؐ کی زبان پر جاری تھا۔ اور اب جبکہ وفات کا وقت آیا۔ تب بھی بجائے کسی اور دنیاوی غرض یا مطلب کی طرف متوجہ ہونے کے خدا ہی کی یاد آپؐ کے سینہ میں تھی۔ اور جن کو چھوڑ چلے تھے۔ ان کی فرقت کے صدمہ کی بجائے جن سے ملنا تھا اُن کی ملاقات کی تڑپ تھی۔ اور زبان پر اپنے ربّ کا نام جاری تھا۔

آہ! کیسا مبارک وہ وجود تھا۔ کیا احسان ماننے والا وہ انسان تھا۔ اس کی زندگی بہتر سے بہتر انسانوں کے لیے اسوۂ حسنہ اور مہذب سے مہذب روحوں کے لیے ایک نمونہ تھی۔ اس نے اپنے پیدا ہونے سے مرنے تک کوئی وقت اپنے ربّ کی یاد سے غافل نہیں گزارا۔ وہ پاک وجود خدا تعالیٰ میں بالکل محو ہی ہو گیا تھا۔ اور اس کی نظر میں سوائے اس وحدہٗ لاشریک خدا کے جو لَمْ یَلِدْ وَلَمْ یُوْلَدْ ہے اور کوئی وجود جچتا ہی نہ تھا۔ پھر بھلا جو ذکر کہ تمام عمر اس کی زبان پر رہا۔ وفات کے وقت وہ اُسے کہاں بھول سکتا تھا۔ جو کچھ انسان ساری عمر کھاتا رہا ہو وہی اُسے وفات کے وقت بھی یاد آتا ہے پھر جس کی عمر کا مشغلہ ہی یادِ الٰہی ہو۔ اور زندگی پھر جس کی روحانی غذا ہی ذکرِ الٰہی ہو وہ وفات کے وقت اور کسی چیز کو کب یاد کر سکتا تھا۔

مجھے میرا مولا پیارا ہے۔ اور مجھے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی پیارا ہے کیونکہ وہ میرے مولا کا سب سے بڑا عاشق اور دلدادہ ہے۔ اور جسے جس قدر میرے ربّ سے زیادہ الفت ہے۔ مجھے بھی وہ اسی قدر عزیز ہے۔

اللّٰھم صلّ علےٰ محمدٍ وعلےٰ اٰلِ محمد کما صلّیت علےٰ ابراھیم وعلےٰ اٰلِ ابراھیم انّک حمید مجید۔

ذکرِ الٰہی ہر وقت

میں نے پیچھے بعض واقعات سے یہ ثابت کیا ہے کہ رسولِ کریم صلعم کو ذکرِ الٰہی سے کیسی محبت تھی اور آپؐ کس طرح ہر موقعہ پر خدا تعالیٰ کا نام لینا پسند فرماتے تھے۔ اور صرف خود ہی پسند نہ فرماتے تھے بلکہ دوسروں کو بھی اس کی ترغیب دیتے۔ اور وفات کے وقت بھی آپؐ کی زبان پر خدا تعالیٰ کا ہی ذکر تھا۔ اب میں یہ بتانا چاہتا ہوں کہ آپؐ خدا تعالیٰ کے ذکر پر چشم پرنم ہو جاتے تھے۔ اور آپؐ کا خدا تعالےٰ کا ذکر کرنا یا سننا معمولی بات نہ تھی۔ بلکہ ایک عاشقانہ درد اور محبانہ ولولہ اس کا محرک اور باعث تھا۔

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں:

"قال لی النبی صلّی اللہ علیہ وسلم اقرأ علیّ قلت اقرأ علیک وعلیک انزل قال فانی احب ان اسمعہ من غیری فقرأت علیہ من سورۃ النساء حتیٰ بلغت فکیف اذا جئنا من کلّ امۃ بشھید وجئنا بک علےٰ ھٰؤلاء شھیدا قال امسک فاذا عیناہ تذرفان"

(بخاری جلد ۲ کتاب التفسیر باب قولہ تعالیٰ فکیف اذا جئنا کل امۃ بشھید)

ترجمہ:۔ مجھے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کچھ قرآن سناؤ۔ میں نے کہا کہ کیا میں آپؐ کو قرآن سناؤں۔ حالانکہ قرآن شریف آپؐ ہی پر نازل ہوا ہے۔ فرمایا کہ مجھے یہ بھی پسند ہے کہ میں دوسرے کے منہ سے سنوں۔ پس میں نے سورۃ نساء میں سے کچھ پڑھا یہاں تک کہ میں اس آیت تک پہنچا کہ پس کیا حال ہوگا جب ہر ایک اُمت میں سے ہم ایک شہید لائیں گے۔ اور تجھے ان لوگوں پر شہید لائیں گے۔ اس پر آپؐ برداشت نہ کر سکے اور فرمایا کہ بس کرو۔ اور میں نے دیکھا کہ آپؐ کی آنکھوں سے آنسو بہ رہے ہیں۔

اللہ اللہ کیسا عشق ہے اور پھر کیسا ایمان ہے۔ آپؐ قرآن شریف کو جو خدا تعالیٰ کا کلام ہے خود پڑھنے اور دوسروں کو سنانے کا حکم دیتے تھے۔ اور پھر اپنے محبوب کا کلام سنکر چشم پرآب ہو جاتے۔ آپؐ ایسے بہادر تھے کہ میدانِ کارزار میں آپؐ تک دشمن کی رسائی نہ ہوتی۔ اور حضرت علیؓ جیسے بہادر آدمی فرماتے ہیں کہ جس جگہ آپؐ کھڑے ہوتے تھے۔ وہاں وہی آدمی کھڑا ہو سکتا تھا۔ جو نہایت دلیر اور بہادر ہو۔ اور معمولی آدمی کی جرأت نہ پڑ سکتی تھی کہ آپؐ کے پاس کھڑا ہو۔ پھر ایسا بہادر انسان کہ جس کے سامنے بڑے بڑے بہادروں کی روح کانپتی تھی۔ اور ان کی گردنیں جھک جاتی تھیں۔ وہ بہادر انسان جس کے نام کو سنکر بادشاہ خوف کھاتے تھے۔ جس کی بہادری کا شہرہ تمام عرب اور شام اور ایران میں ہو رہا تھا۔ جس کی ہمت بلند کے سامنے قیصر و کسریٰ کے ارادے پست ہو رہے تھے۔ وہ خدا تعالےٰ کا کلام سنکر روتا ہے۔ اور آپؐ کے دل کی کیفیت ایسی ہو جاتی ہے کہ زیادہ سننا گویا اس کے لیے برداشت سے بڑھ کر ہے۔ کیا یہ بات مطہر قلب پر دلالت نہیں کرتی۔ کیا اس سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ ایک محبت کا دریا اس کے سینہ میں بہہ رہا تھا۔ اور عشق کی آگ اس کے اندر بھڑک رہی تھی۔ کیا خدا تعالیٰ کے ذکر پر یہ حالت اور پھر ایسے بہادر انسان کی جو کسی بشر سے خائف نہ تھا۔ اس بات پر دلالت نہیں کرتی کہ خدا تعالیٰ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کی محبت نے آپؐ کے روئیں روئیں میں دخل کیا ہوا تھا۔ اور خدا تعالےٰ کا ذکر آپؐ کی غذا ہو گیا تھا۔ اور اس کا جلال اور اس کی عظمت آپؐ کے سامنے ہر وقت موجود رہتی تھی۔ اور اپنے مولا کا ذکر سنتے ہی آپؐ بے چین ہو جاتے۔ کلامِ الٰہی آپؐ کی تسلی کا باعث تھا۔ اور یہی آپ کے عشق کو تیز کرتا۔ اور آپؐ اپنے پیارے کو یاد کر کے بے اختیار ہو جاتے۔ اور آپؐ بڑی شان کے آدمی تھے۔ اور خدا تعالیٰ سے جو آپؐ کو تعلق تھا۔ وہ اور کسی انسان کو حاصل نہیں ہوا۔ لیکن پھر بھی جب آپؐ خدا تعالےٰ کی ملاقات کو یاد کرتے۔ اور قیامت کا نظارہ آپؐ کی آنکھوں کے آگے آتا۔ تو باوجود ایک مضبوط دل رکھنے کے آنکھوں سے آنسو ٹپک پڑتے

محمد صلی اللہ علیہ وسلم

محمدؐ مصطفیٰ ہیں مجتبیٰ ہیں
محمدؐ شافعِ روزِ جزا ہیں

محمدؐ منبعِ رُشد و ہدایت
محمدؐ منبعِ جُود و سخا ہیں

محمدؐ رحمۃ العٰلمیں ہیں
محمدؐ آئینۂ حق نما ہیں

محمدؐ حاملِ قرآن و سنت
محمدؐ محترم بعد از خدا ہیں

محمدؐ مونس و ہمدردِ انساں
محمدؐ دافعِ کرب و بلا ہیں

محمدؐ پیکرِ صدق و صفا ہیں
محمدؐ پیکرِ صبر و رضا ہیں

محمدؐ کامل و اکمل تریں ہیں
محمدؐ فخرِ مخلوقِ خدا ہیں

محمدؐ باعثِ تخلیقِ عالم
محمدؐ ہی شہہِ ہر دو سرا ہیں

محمدؐ فخرِ ہیں جملہ رسولاں
محمدؐ ہی امام الانبیاء ہیں

محمدؐ محرمِ رازِ حقیقی
محمدؐ محورِ ارض و سما ہیں

محمدؐ حاصلِ کون و مکاں ہیں
محمدؐ خیر ہیں خیر الوریٰ ہیں

محمدؐ صاحبِ لولاک لاریب
مرے یہ جان و دل اس پر فدا ہیں

محمدؐ مرجعِ حور و ملائک
محمدؐ قدسیوں کے پیشوا ہیں

محمدؐ ذات میں نورٌ علیٰ نور
محمدؐ مصطفیٰؐ نورِ خدا ہیں

محمدؐ محسنِ انسانیت ہیں
محمدؐ ابتدا ہیں انتہا ہیں

زمانہ جس سے روشن ہو گیا ہے
محمدؐ روشنی ہیں وہ ضیاء ہیں

تخیل میں بھی جو انساں نہ پہنچے
محمدؐ وہ حقیقت آشنا ہیں

غلامی پر نہ کیوں نازاں ہو طاہر
میرے آقا محمد مصطفیٰؐ ہیں

(میر مبشر احمد طاہر آف پسرور حال ربوہ)

بقیہ :- اداریہ

پُرجوش محبتِ رسولؐ کے زیرِ اثر حقوق اللہ اور حقوق العباد ادا کرنے والے ہوں۔ اگر کسی معاشرہ میں محبتِ رسولؐ کے دعوے تو بہت ہوں لیکن ساتھ کے ساتھ چوری، ڈاکہ، اغوا، بدکاری، چور بازاری، ناجائز منافع خوری، دھوکہ دہی اور بات بات پر قتل و غارت گری کی گرم بازاری ہو تو یہ صورتِ حال اس امر پر دال ہوگی کہ محبتِ رسولؐ کے دعوے سراسر جھوٹے ہیں اور ان کی حیثیت بجائے خود دھوکہ دہی سے زیادہ نہیں ہے۔ محبتِ رسول اور معاشرتی برائیاں ایک جگہ جمع ہو ہی نہیں سکتیں۔ جہاں محبتِ رسولؐ ہے وہاں معاشرتی برائیاں پنپ ہی نہیں سکتیں اسی طرح معاشرتی برائیوں کی بھرمار اس بات کی علامت ہوگی کہ دل حقیقی محبتِ رسولؐ سے عاری ہیں۔

آج سب سے زیادہ ضرورت اس امر کی ہے کہ دلوں میں حقیقی محبتِ رسولؐ پیدا ہو تاکہ اس کے زیرِ اثر لوگوں کو معاشرتی برائیوں سے جو جنگل کی آگ کی طرح پھیل رہی ہیں چھٹکارا نصیب ہو اور ان کی جگہ لوگوں سے فطری جوش کے زیرِ اثر نیکیاں سرزد ہوں اور یقیناً آج دنیا کو ایسے ہی عاشقِ رسولؐ کی ضرورت ہے جو حقیقی محبتِ رسولؐ کو دلوں میں جاگزیں کر کے ان کے افکار و اعمال میں انقلاب برپا کر دکھائے۔

زباں پہ ذکرِ ترا مصطفیٰ۔ مدام رہے

زباں پہ ذکرِ ترا مصطفیٰ۔ مدام رہے
لبوں پہ ہر گھڑی۔ ہر لمحہ۔ تیرا نام رہے

ملا ہے ختمِ نبوّت کا منصبِ عالی
یہ کائنات اس منصب کا فیضِ عام رہے

تمہارے فیض کا ساغر ہے عام گردش میں
ہماری بزم میں بھی۔ دَور میں بھی جام چلے

خدائے زندہ کا پیغام ہے۔ ترا قرآن
زبانِ خلق پہ۔ تا حشر۔ یہ پیام رہے

غلامِ در ہوں۔ تیرے غلامِ در کا۔ یہ فخر
غلامِ در ترا۔ یہ کمتریں مدام رہے

ترے حضور مرا سر ہے خم۔ یہ عجز و نیاز
اس آستاں پہ ہمیشہ مرا سلام رہے

قدم قدم پہ عطوفت کا جاں نواز سلوک
نگاہِ مہر و نوازش بہ گام گام رہے

نشاط و فخر و سکوں بس اسی میں ہے محمود
زباں پہ ذکرِ ترا۔ مصطفیٰؐ۔ مدام رہے

(مرزا محمود احمد دارالصدر غربی ربوہ)

بارگاہِ رسالت میں

تُو رسولِ ربِّ غفور ہے، تُو بشیر بھی ہے نذیر بھی
تیری عظمتوں کا ہو کیا بیاں، تُو حبیبِ ربِّ قدیر بھی

عرب و عجم کی کدورتیں، ترے فیضِ قدس سے دُھل گئیں
کہ تُو صلح اور سلامتی کا ہے بن کے آیا سفیر بھی

میرے آقاؐ ترے صحابہؓ بھی ترے حُسنِ خلق کا عکس ہیں
غمِ دو جہاں سے بے نیاز ہیں ترے در کے فقیر بھی

ترا عشق میری حیات ہے بخدا یہ راہِ نجات ہے
اسی رہ میں ہم نے خوشی سے کھائے ہیں زخم پائے کثیر بھی

ترے پاس آنے کی رہ میں ہیں کچھ عارضی سی رکاوٹیں
ہاں! خدا کے فضل سے ٹوٹ جائینگے قدغنوں کے یہ تیر بھی

مری آرزو ہے، دلوں کو جیتے ترے قدموں میں ڈال دوں
سبھی تیرے حلقہ بگوش ہوں، یہ صغیر بھی یہ کبیر بھی

میرے دل میں ہے جو مرے خدا ترے فضلِ خاص سے ہو عطا
تو دلوں کے بھید ہے جانتا، تو علیم بھی ہے خبیر بھی

(محمد اسمٰعیل نادر قریشی اردو منزل۔ راولپنڈی چھاؤنی)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا

دشمنوں سے حسنِ سلوک

مکرم شیخ خلیل احمد صاحب ناصر بدو ملہی ۔ ضلع سیالکوٹ

اپنوں سے حسنِ سلوک چنداں مشکل نہیں۔ لیکن جن سے اذیت پہنچی ہوئی ہو۔ جنہوں نے دل دکھایا ہو جنہوں نے چرکے لگائے ہوں۔ ان سے حسنِ سلوک کوئی آسان امر نہیں ہے۔ اس لیے دل گردے کی ضرورت ہے۔ حوصلہ کی ضرورت ہے۔ خدا کے نیک بندے دوستوں اور دشمنوں سے حسنِ سلوک کسی معاوضہ کی نیت سے نہیں کرتے۔ وہ تو اس لیے ان سے حسنِ سلوک کرتے ہیں کہ یہ ان کے پروردگار کی مخلوق اور عیال ہے۔ وہ بدی کے بالمقابل نیکی کرتے ہیں۔ وہ سختی کا جواب نرمی سے دیتے ہیں۔ نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ ان کے اخلاق اور نیک سلوک دلوں کو جیت لیتے ہیں دشمن فدائی بن جاتے ہیں۔ بیگانے اپنے ہو جاتے ہیں۔ خون کے پیاسے جان چھڑکنے لگتے ہیں۔

دشمنوں کیلئے عفوِ عام اور دعا

رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے چچا حمزہؓ کا کلیجہ چبانے والی ہندہ کو معاف کر دیا۔ ابوجہل کے بیٹے عکرمہ کو معاف کر دیا۔ زہر دینے والی خیبر کی یہودیہ کو معاف کر دیا۔ جنگل میں قتل کا ارادہ کرنے والے دعثور سے بھی درگزر فرمایا سر کاٹنے کے ارادہ سے تعاقب کرنے والے سراقہ کو بھی لکھ کر امان دی۔

بائیکاٹ کرنے والے جب خدائی قحط کا شکار ہوئے تو ان کے لیے آسمانی آقا سے بارش طلب کی۔ (بخاری ابواب التفسیر تفسیر سورۃ دخان)

پتھر برسانے والوں کے لیے ہدایت کی دعا کی۔ میرے آقا محمد مصطفےٰ ﷺ نے دکھ اٹھا کر سکھ پہنچایا۔ خون بہانے والوں کی نسلوں کی بقا کیلئے دعا کی۔ جو آپ کی موت کے خواہاں تھے ان کے لیے دائمی زندگی چاہی۔

مکہ میں مخالفت کا سرغنہ عمرو بن ہشام تھا جسکی کنیت ابوجہل تھی۔ یہ کفار قریش کا سردار تھا ہمارے پیارے آقا آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اذیت دینے میں اس نے کوئی کسر اٹھا نہ رکھی۔ لیکن میرے پیارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم اس دشمن کے لیے بھی اپنے آسمانی آقا سے ملتجی ہیں۔ کہ اے اللہ تعالیٰ اسے سعادت دارین سے حصہ وافر عطا فرما۔ یعنی اسے اسلام کی توفیق بخش۔ اگر اس کے نصیب میں ہدایت ہوتی۔ اگر اس کی کشت میں نمی ہوتی اگر یہ اسلام قبول کر لیتا تو یہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہلاتا۔ یہ چودہ سو سال دعائیں لے رہا ہوتا۔

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی دین اور دنیا سنور جانے کی بھی دعا کی۔

سر کاٹنے کا ارادہ کرنیوالے کو امان

اہل مکہ نے آپؐ کا مکہ میں رہنا دوبھر کر دیا وہ خدا کے برحق کی تبلیغ برداشت نہ کرتے تھے۔ شراب کے رسیا، جوئے کے عادی زنا کے دلدادہ آخرت کا ذکر کیونکر سنتے ان سب نے مل کر آپؐ کو قتل کرنے کی ٹھانی۔ آپؐ کے مکان کا محاصرہ کر لیا۔ اذنِ الٰہی سے آپؐ گھر بار چھوڑ کر مکہ پر الوداعی نظر ڈالتے ہوئے مدینہ کو روانہ ہو گئے۔ کفار نے یہ اعلان کر دیا تھا جو محمدؐ یا ان کا سر لائے اسے سو اونٹ انعام دیا جائے گا۔ انعام کا لالچی سراقہ حضورؐ کا تعاقب کرتا ہے لیکن محمدؐ کا خدا اسے سبق سکھاتا ہے اور اس کا گھوڑا زمین میں دھنس جاتا ہے۔ تو سراقہ حضورؐ سے امان طلب کرتا ہے۔ حضورؐ اسے امان ہی نہیں دیتے آئندہ کے لیے خبری سناتے ہیں۔

دشمن کو پانی سے نہ روکو

بدر کے میدان میں دشمن پہلے پہنچتا ہے وہ جنگی نقطۂ نگاہ سے بہتر جگہ پر ڈیرے ڈال دیتا ہے۔ پانی کے چشمہ پر مسلمان پڑاؤ ڈالتے ہیں۔ خشک چشمہ سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا اور توجہ سے پانی ابلنے لگتا ہے۔ بارش مزید کمی دور کر دیتی ہے۔ دشمن پانی کی تلاش میں چشمہ پر آتے ہیں۔ صحابہؓ پانی سے روکنا چاہتے ہیں۔ رحمت مجسم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں "نہ روکو پانی پینے دو۔ اور تاریخ کہتی ہے ان پانی پینے والوں میں سے پھر جنگ میں صرف ایک بچا تھا۔ وہ مسلمان ہو گیا۔ اور اس دن کو یاد کر کے کہا کرتا تھا۔ قسم ہے اس ذات کی جس نے بدر کے دن مجھے بچایا۔ اور وہ تھے حکیم بن حزام۔

(ابن ہشام جلد اوّل جز ثانی صفحہ ۴۵۳)

قتل کا ارادہ کرنیوالوں کو معاف کر دیا

حدیبیہ کے موقع پر کفار نے اسّی افراد کو بھیجا کہ وہ حدیبیہ جائیں اور لشکر کے اردگرد چھپے رہیں جب موقع ملے (نعوذ باللہ) حضورؐ کو قتل کر دیں۔ یہ کفار پہاڑ سے اترے مسلمانوں کو پتہ چلا تو انہیں پکڑ لیا۔ لیکن رحمۃ للعالمینؐ نے انہیں معاف کر دیا۔

اس قسم کا واقعہ پہلے بھی گزر چکا ہے کہ تین ہجری میں حضورؐ ایک غزوہ کے لیے تشریف لے گئے۔ دوپہر کا وقت عرب کی گرمی، ساڑھے چار سو صحابہ مختلف درختوں کے سایہ میں بکھر گئے۔ حضورؐ نے پسینہ کی وجہ سے قمیض اتار کر خشک ہونے کے لیے ڈال دی۔ کمر سے تلوار بھی کھول دی آنکھ گئی تو دیکھا دعثور نامی کافر تلوار سونت کر قتل کے ارادے سے کھڑا ہے۔ اور یہ کہہ رہا ہے اب آپؐ کو کون مجھ سے بچا سکتا ہے۔ جس خدا نے آپؐ کی حفاظت کا وعدہ کیا تھا۔ اس نے آپؐ کو بچا لیا۔ اور جب حضورؐ کے ہاتھ میں تلوار آئی اور وہ حضورؐ کے رحم و کرم پر تھا تو خدا کی مجسم رحمت نے اسے بھی معاف کر دیا۔

غلبہ کے وقت بھی معاف کر دیا

بے چارگی میں دشمن کو معاف کرنے سے زیادہ شاندار وہ معاف کرنا ہے جب دشمن پر پورا غلبہ ہو۔ جب دشمن آپ کے رحم و کرم پر ہو۔ جب اسے کوئی دنیوی طاقت بچانے والی نہ ہو۔ حضورؐ کی زندگی میں وہ دن بھی آیا جب دشمن آپؐ کے رحم و کرم پر تھا۔ جب خون کے پیاسے آپؐ کے سامنے مجرموں کی حیثیت میں کھڑے تھے جب ظلم توڑنے والے یہ سمجھتے تھے کہ آج ان کے ظلم کا پورا پورا حساب چکا دیا جائے گا اور اکیس سال کے سارے مظالم ان کی آنکھوں کے سامنے تھے۔ ابھی حضرت بلالؓ زندہ تھے۔ عمارؓ موجود تھے۔ جنہیں ان کے آقا کوڑوں سے پیٹتے تھے۔ شاید وہ آج انتقام کی امید بھی رکھتے ہوں۔ لیکن سرکارِ دو عالم محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا حسین انتقام لیا کہ دشمن جانثار بن گئے۔ محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے دشمنی کرنے والے آپؐ کے قدموں پر آ گرے حضورؐ کے سلوک نے دل جیت لیے۔ آپؐ نے اعلان فرمایا تم پر کوئی تنگی گرفت اور لعن طعن نہیں۔ جاؤ تم آزاد ہو۔ (ابن ہشام جلد ۲ جز رابع صفحہ ۸۷۰)

اور اسی موقع پر ہندہ ابوسفیان کی بیوی کو بھی آپؐ نے معاف فرمایا۔ جس نے اُحد کے میدان میں حضرت امیر حمزہؓ کی لاش کی شکل بگاڑ دی تھی۔ ناک کان کاٹ لیے تھے اور پیٹ چاک کر کے کلیجہ چبایا تھا۔ اور ابوجہل کے بیٹے عکرمہ نے بھی حضورؐ کے عفوِ عام سے حصہ پایا۔

(ابن ہشام جلد غیر ۲ جز رابع صفحہ ۸۷۵)

ابوجہل کے حق میں وہ مکی دعا بھی قبول ہو گئی۔ ابوجہل کی نسل سے جو دعا کا مستحق تھا۔ اسے دعا پہنچ گئی۔ اور حضورؐ کی وہ خواب بھی پوری ہو گئی۔ کہ جس میں حضورؐ نے ابوجہل کے ہاتھ میں جنت کے انگوروں کا خوشہ دیکھا تھا۔ وہ خوشہ یہی عکرمہؓ تھا۔ ایک شخص حضورؐ کی ہجو کرتا تھا۔ وہ پکڑا گیا۔ عرض کیا حضورؐ اس کے سامنے کے دانت نکال دیئے جائیں۔ تا جب آئندہ ہجو کے لیے کھڑا ہو تو دانت نہ ہونے کی وجہ سے تقریر کرنے کی بجائے سیٹی بجایا کرے۔ اور اسے خفت کا منہ دیکھنا پڑے۔ فرمایا اگر میں کسی کا مثلہ کروں تو خدا میرا مثلہ کرے۔

طائف کے مکینوں کے لیے دعا

طائف کے لوگوں نے پتھر برسائے۔ خدا کے برگزیدہ نبیؐ کو لہولہان کر دیا۔ خدا کے نبی جن کو ہدایت پہنچانے گئے تھے جن کی جھولیوں کو علم و معرفت کے موتیوں سے بھرنے گئے تھے۔ نصیحتِ خداوندی سے مالا مال کرنے گئے تھے۔ انہوں نے استہزا کیا۔ اوباش پیچھے لگا دیئے جنہوں نے تین میل تک آپ کا پیچھا کیا اور پتھر برسائے۔ خدا کا فرشتہ ان نادانوں پر عذاب کی اجازت چاہتا ہے۔ خدا کا غضب ان پر ٹوٹنا چاہتا ہے لیکن خدا کا نبی ان کے لیے ہدایت کی دعا کرتا ہے۔ خدا کے نبیؐ کی دعا سے طائف کی زرخیز وادی بچ گئی۔ ورنہ اس کی زرخیزی رخصت ہو جاتی اور یہ زمین آنے والوں کے لیے عبرت کا سامان مہیا کرتی۔

مخالفوں کیلئے رحمت کی دعا

طفیل دوسی نے اپنے قبیلہ کی سخت دلی کے باعث حضورؐ سے بددعا کی درخواست کی تو فرمایا اے اللہ! اس کے قبیلہ دوس کو ہدایت دے اور انہیں اسلام کے قدموں میں لے آ۔ خباب بن ارت نے حاضر ہو کر اپنی کولوں سے جلی ہوئی پشت دکھا کر کفار کے لیے بددعا کی درخواست کی تو رحمۃ للعالمینؐ کا چہرہ غصہ سے سرخ ہو گیا۔ ایک صحابی نے حاضر ہو کر مخالفوں پر لعنت بھیجنے کی درخواست کی تو فرمایا میں لعنت بھیجنے والا بن کر نہیں آیا۔ ابوہریرہؓ نے والدہ کی بدزبانی کی شکایت کی تو ان کی والدہ کے لیے ہدایت کی دعا کی۔

خدا کی بے شمار رحمتیں ہوں اس وجود پر جو دنیا میں رحمتِ مجسم بن کر آیا جس کی رحمتوں سے اپنوں نے بھی حصہ پایا اور بیگانوں نے بھی دوستوں نے بھی اور دشمنوں نے بھی۔ جو عورتوں کے لیے بھی رحمت تھے اور بچوں کے لیے بھی جو انسانوں کے لیے بھی رحمت تھے اور جانوروں کے لیے بھی سچ ہے وہ رحمۃ للعالمینؐ تھے۔ اللہ تعالیٰ مجھے بھی اور آپ سب کو رسولِ کریمؐ کے نقشِ قدم پر چلنے کی توفیق دے۔ آمین۔

دانتوں کی مضبوطی اور جلاء کیلئے
مشہور منجن
مشہور دواخانہ گوجرانوالہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت کا ایک تاریخی نشان

مکرم عنایت اللہ زاہد صاحب
(فاضل عربی)
مربی سلسلہ عالیہ احمدیہ
گرمولہ ورکاں ضلع گوجرانوالہ

عام مفسرین کے نزدیک خانہ کعبہ پر حملہ کی وجوہ

قرآن کریم کی آخری سورتوں میں ایک سورۃ سورۃ الفیل بھی ہے جس میں خدا تعالیٰ نے اپنے ایک جلالی نشان کا ذکر فرمایا ہے اور ایک تاریخی واقعہ کی طرف اشارہ فرمایا ہے یعنی حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیدائش سے تقریباً ۵۰ دن قبل یمن کے گورنر ابرہہ نے خانہ کعبہ پر حملہ کر کے اس کو گرانا چاہا لیکن خدا تعالیٰ نے ان غیر معمولی حالات میں خانہ کعبہ کی حفاظت فرمائی اور ابرہہ کو اس کی فوج سمیت ہلاک کیا۔ عام مفسرین کے نزدیک ابرہہ کے خانہ کعبہ پر حملہ کرنے کی چند ایک مندرجہ ذیل وجوہات تھیں۔

۱:۔ عام لوگوں کے نزدیک فوری طور پر حملہ کرنے کی ایک وجہ یہ بنی کہ ابرہہ نے صنعاء میں ایک گرجا بنوایا اور اعلان کروایا کہ آئندہ لوگ خانہ کعبہ کی بجائے اس گرجا کی زیارت کے لئے ہر سال آیا کریں اس وقت کسی عرب نے یہ سن کر اس گرجا میں جا کر پاخانہ کر دیا جس پر ابرہہ مشتعل ہوا اور حملہ کر دیا۔

۲:۔ ایک اور وجہ یہ بھی بتائی جاتی ہے کہ کچھ عرب صنعاء ہو گئے اور انہوں نے اس گرجا میں عمداً یا سہواً آگ لگا دی جس سے گرجا کو کافی نقصان پہنچا۔ جس کی وجہ سے ابرہہ نے حملہ کیا۔

۳:۔ ایک وجہ یہ بھی بیان کی جاتی ہے کہ ابرہہ نے گرجا بنوانے کے بعد عربوں کو اس کی زیارت پر آمادہ کرنے کے لئے اپنے ایک نمائندے کو عربوں کے پاس بھجوایا لیکن ایک عرب قبیلہ نے اس کو قتل کر دیا جس پر ابرہہ نے خانہ کعبہ پر حملہ کر دیا۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کے نزدیک اس حملہ کی سیاسی اور بنیادی وجہ

خانہ کعبہ پر حملہ کرنیکی اور بھی چند ایک وجوہات تھیں لیکن بنیادی اور اصل وجہ یہ تھی کہ اس زمانہ میں سارے لوگوں کے دلوں میں ایک جستجو تھی کہ ایک موعود کا ظہور ہونے والا ہے عربوں میں بھی ابراہیمی دعا کے نتیجہ میں ایک وجود کا انتظار تھا اور یہودیوں میں بھی موسیٰؑ کے مثیل کی پیشگوئی موجود تھی اور عیسائیوں میں ایک روح کامل کے ظہور کی امید تھی۔ اس زمانہ میں تمام بڑی بڑی اقوام اس بات کی منتظر تھیں کہ عنقریب ایک ایسا وجود پیدا ہونے والا ہے جس کے ماننے والوں کو باقی تمام اقوام پر غلبہ حاصل ہوگا۔ چنانچہ عیسائیوں نے یہ خطرہ بھانپ لیا کہ وہ عظیم الشان وجود عربوں میں پیدا ہونے والا ہے اور وہ سمجھتے تھے کہ خانہ کعبہ عربوں کے لئے ایک مرکزی جگہ ہے جس کے ذریعہ سے وہ موعود سارے عربوں کو متحد کرے گا جس کا مقابلہ کرنا ہمارے لئے مشکل ہو جائے گا بلکہ ان کی چھٹی حس بتا رہی تھی کہ وہ موعود اب ظاہر ہوا کہ ہوا۔ چنانچہ عیسائیوں کی یہ ایک سازش تھی کہ عربوں کی توجہ اس مرکزی جگہ یعنی خانہ کعبہ سے ہٹا کر اس گرجا کی طرف کر دی جائے۔ اس کے لئے یمن کے گورنر ابرہہ نے اور بھی بہت سی کوششیں کرنے کے بعد جب یہ دیکھا کہ عربوں کی نفرت اس گرجا سے اور بھی زیادہ ہو گئی ہے اور خانہ کعبہ کی عزت ان لوگوں کے دلوں میں راسخ ہو چکی ہے تو اس نے بالآخر یہ فیصلہ کیا کہ اس معبد یعنی خانہ کعبہ کو مسمار کر دیا جائے تاکہ نہ رہے بانس نہ بجے بانسری چنانچہ اس نے اپنے زعم میں اس تاریخی مقام یعنی خانہ کعبہ کو گرا کر اس موعود کی راہیں مسدود کرنے کا یہ بہترین موقع خیال کیا اور خانہ کعبہ پر چڑھائی کر دی۔ دراصل ان لوگوں کو خانہ کعبہ سے کوئی دلچسپی نہ تھی وہ لوگ صرف اور صرف ابراہیمی دعا کے نتیجہ میں جو موعود پیدا ہونے والا تھا اس سے خائف تھے اور اس کو ناکام کرنے کے لئے عیسائیوں نے یہ منظم اور بڑی گہری سازش کی اور گرجا کی بے حرمتی کے انتقام کے بہانے خانہ کعبہ کو مسمار کرنے کا ارادہ کیا اور عربوں کے اتحاد کی بنیاد کو ختم کرنا چاہا اور اس مستقبل خطرہ کو جو آئندہ در پیش ہو سکتا تھا۔ ٹلانا چاہا۔

عین محمدؐ کی پیدائش کے موقع پر حملہ کرنے کی وجہ

خانہ کعبہ اگرچہ دو ہزار سال سے بنا ہوا تھا اور ہر سال لوگ اس کی زیارت کے لئے آتے تھے اور اس سارے عرصہ میں کسی کے دل میں اس کو گرانے کا خیال نہ آیا بلکہ عین اس موقع پر جبکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی پیدائش کا وقت قریب آیا تو دشمن نے اس کو تباہ کرنے کا سوچا اس کی ایک وجہ تو جیسا کہ اوپر بیان کر چکا ہوں یہی تھی کہ عیسائیوں نے اپنے مستقبل کو محفوظ کرنے کے لئے یہ مذموم حرکت کی دوسری وجہ یہ تھی کہ شیطان کو علم ہو چکا تھا کہ اب ایک ایسا عظیم الشان وجود پیدا ہونے والا ہے جس کے ذریعہ سے میرا سر ہمیشہ کے لئے کچلا جائے گا اور اس کے سامنے میری کوئی پیش نہ جائے گی۔ چنانچہ اس نے یہ آخری اور سر توڑ کوشش کی کہ کسی طرح وہ عربوں کے اتحاد کو ختم کر دے اور یہ تدبیر شیطان کے دماغ کی ایک آخری کوشش تھی کہ کسی طرح اس موعود کی طاقت کو ختم کر دیا جائے۔

حضرت ابراہیمؑ کی رویا کا اصل مطلب یا تعبیر

دراصل حضرت ابراہیمؑ کے رویا میں خدا تعالیٰ نے اس بات کی طرف اشارہ فرمایا تھا کہ ایک دن تمہیں اس بات کا حکم دیا جائے گا کہ جاؤ اور اسماعیل کو ایک بیابان اور ویران جنگل میں چھوڑ آؤ کیونکہ خدا تعالیٰ چاہتا ہے کہ ایک ایسی جگہ کا انتخاب کرے جہاں تعیش کے کوئی سامان نہ ہو اور وادی غیر ذی ذرع کا نقشہ پیش کرتی ہو اس جگہ پر خدا ایک اپنا گھر بنائے پھر اس کو ترقی دے کر ایک بستی بنا دے اور پھر اس میں ایک قوم پلے اور پھر اس میں اس کا ایک آخری نبی دنیا کی ہدایت کے لئے مبعوث ہو پس اس غرض کے لئے حضرت ابراہیمؑ کو خدا تعالیٰ نے رؤیا کے ذریعہ اس بستی یعنی مکہ کو آباد کرنے کا پیغام دیا تھا اور اس وجہ سے اس الگ تھلگ جگہ کا انتخاب کیا کہ ایک تو وہ دنیا کے تعیش سے محفوظ رہے اور ایک خاص قوم اس جگہ پرورش پائے چنانچہ اس وجہ سے عربوں میں اگرچہ اور بہت سی برائیاں تھیں لیکن انسانیت کا جیسا جوہر ان میں پایا جاتا تھا کسی اور قوم میں نہیں پایا جاتا اور جس رنگ میں ان لوگوں نے قربانیاں دیں دنیا کی کسی قوم میں اس کی نظیر ملنی محال ہے اور خدا تعالیٰ یہ چاہتا تھا کہ اپنے نبی کے لئے ایک ایسی قوم تیار کرے جو خدا کے پیغام کو دنیا تک پہنچانے کے لئے اس کی مدد و معاون ہو۔

خانہ کعبہ کی حفاظت کا اصل مقصد محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا احترام قائم کرنا تھا

جیسا کہ عام مفسرین کا خیال ہے کہ خانہ کعبہ کی حفاظت اللہ تعالیٰ نے ان غیر معمولی حالات میں کی جبکہ ایک طرف ایک منظم اور مالدار اور حکمران قوم تھی دوسری طرف صرف چند غریب و بے کس اور بے سرو سامان عرب تھے اور ان کا بھی یہ حال تھا کہ ان کے سردار حضرت عبدالمطلب نے یہ فیصلہ کیا کہ ہم ان کا مقابلہ نہیں کر سکتے۔ ہو سکتا تھا کہ اگر عرب دشمن کا مقابلہ کرنے کے لئے تیار ہو جاتے اور وہ خدا کی مدد سے کامیاب ہو جاتے تو دشمن کو یہ اعتراض کرنے کا موقع مل جاتا کہ عربوں نے خانہ کعبہ کی حفاظت کی تھی نہ کہ خدا نے پس خدا تعالیٰ نے ایسے حالات پیدا کر دیئے کہ عربوں نے یہ فیصلہ کیا کہ ہم چونکہ ان کا مقابلہ نہیں کر سکتے اور ابرہہ کا حملہ اب یقینی امر ہے لہٰذا ہم سب پہاڑوں کی چوٹیوں پر چڑھ جائیں اور خانہ کعبہ کو خدا کے سپرد کر دیں اور اس وقت کا انتظار کریں کہ جو کچھ ابرہہ نے کرنا ہے وہ کر لے اور جو کچھ خدا نے ظاہر کرنا ہے وہ ظاہر ہو جائے اور اس وقت جبکہ حضرت عبدالمطلب نے اپنی قوم

Digitized by Khilafat Library Rabwah

سمیت پہاڑوں پر جانے کا فیصلہ کیا تو حضرت عبدالمطلب قریش کے چند سرداروں کو ساتھ لے کر خانہ کعبہ کے پاس آئے۔ دل میں رقت تھی سوز تھا۔ درد تھا۔ خانہ کعبہ کے دروازہ کا حلقہ جس کو پکڑ کر دروازہ کھولتے ہیں اسے انہوں نے اپنے ہاتھ میں لیا اور اللہ تعالیٰ سے نہایت سوز کے ساتھ دعا کرتے ہوئے یہ شعر کہے۔

لَاهُمَّ اِنَّ الْعَبْدَ يَمْنَعُ
رَحْلَهٗ فَامْنَعْ حِلَالَكَ
لَا يَغْلِبَنَّ صَلِيْبُهُمْ
وَمِحَالُهُمْ غَدْوًا مِحَالَكَ

یعنی اے اللہ جب بندے کے گھر کو کوئی لوٹنے کے لئے آتا ہے تو وہ اس کا مقابلہ کرنے کے لئے تیار ہو جاتا ہے اور وہ کسی کو اپنا گھر لوٹنے نہیں دیتا اور اے رب وہ اس کا گھر ہوتا ہے جس میں وہ آپ رہتا ہے یا جس میں اس کے بیوی بچے رہتے ہیں مگر یہ گھر ایسا ہے جس کے متعلق تو نے دنیا کے لوگوں کو کہا ہے کہ آؤ اور یہاں عبادت کرو پس میں تجھ سے درخواست کرتا ہوں کہ تو ہی اپنے اس گھر کی حفاظت فرما اور دشمن کے حملہ سے بچا اے میرے رب کل ابرہہ اپنی صلیبیں اور لشکر لے کر اور اپنی تمام تدبیروں اور قوت اور جلال کے ساتھ خانہ کعبہ کو گرانے کے لئے آئے گا اسے خدا ان کی صلیبیں اور فوجیں اور قوتیں تیری قدرتوں اور تدبیروں اور طاقتوں پر کل غالب نہ آئیں۔ یہ کہا اور قریش کو ساتھ لے کر پہاڑوں پر چلے گئے۔

ان غیر معمولی حالات میں خانہ کعبہ کی حفاظت عام مفسرین کے نزدیک صرف خانہ کعبہ کی عظمت کیخاطر کی گئی تھی تو حالانکہ خانہ کعبہ کی حفاظت تو ایک ضمنی چیز تھی اور اصل مقصد تو حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت اور جلال کو دنیا پر ظاہر کرنا تھا اور خانہ کعبہ مقصود بالذات نہیں تھا بلکہ خانہ کعبہ تو ایک علامت تھی آنے والے کی چونکہ ایک عظیم الشان وجود نے دعائے ابراہیمی کے نتیجہ میں دنیا کی ہدایت کے لئے آنا تھا اور اس کے لئے ایک مرکز کی ضرورت تھی پس اس کے لئے خدا نے اس جگہ کو مقدس قرار دیا اور اس کو لوگوں کا مرجع قرار دیا اور اس کی حفاظت کی۔

بہر حال مقصود خانہ کعبہ کی حفاظت نہیں تھی بلکہ مقصود وہ عظیم الشان وجود تھا۔ جس نے دعائے ابراہیمی کے نتیجہ میں ظاہر ہونا تھا اور جس کی صفات یہ بتائی گئی تھیں کہ:۔

يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَيُزَكِّيْهِمْ
وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ

یعنی وہ عظیم الشان انسان مقصود تھا نہ کہ مکان مقصود تھا خانہ کعبہ تو اس وجود کے لئے صرف ایک محرک تھا جس طرح ایک لطیفہ مشہور ہے کہ شیخ سعدی ایک دفعہ سفر کرتے ہوئے کسی سرائے میں ٹھہرے ہوئے تھے کہ ایک رئیس نے تمام مسافروں کی دعوت کی اصل میں اس نے کسی اور رئیس کی دعوت کی تھی لیکن ساتھ ان مسافروں کو بھی بلا لیا جو سرائے میں ٹھہرے ہوئے تھے۔

شیخ سعدیؒ اگرچہ سادہ لباس پہننے کے عادی تھے لیکن بادشاہوں کے دربار میں جاتے رہتے تھے اور لوگوں میں بہت معروف تھے چنانچہ شیخ صاحب اس رئیس کے ہاں دعوت میں گئے اور سیدھے جا کر صدر کی جگہ کے قریب بیٹھ گئے اور یہ خیال نہ رہا کہ یہاں لوگ مجھے نہیں جانتے۔ اتنے میں کوئی بڑا رئیس آیا اور رئیس کے ملازم نے آپ کو اٹھا پیچھے بٹھا دیا اور اس رئیس کو آپ کی جگہ بٹھا دیا ہوتے ہوتے شیخ سعدیؒ کو جوتوں میں جگہ ملی۔ خیر شیخ صاحب نے کھانا کھایا اور خاموشی سے چلے گئے۔ اس رئیس کی طرف سے تین دن کی دعوت کا اعلان تھا۔ چنانچہ دوسرے روز ایک قیمتی خلعت جو کسی بادشاہ کی طرف سے ملا ہوا تھا زیب تن کیا۔ اس خلعت میں قیمتی موتی اور ہیرے جواہرات ٹنکے ہوئے تھے اور جا کر اپنی کل والی جگہ پر بیٹھ گئے اتنے میں ایک نوکر آیا اور عرض کی حضور کیوں ہماری ہتک کرتے ہیں آپ آگے آکر بیٹھیں آہستہ آہستہ نوکروں نے آپ کو صدر کی جگہ کے پاس لا بٹھایا آخر کار صاحب خانہ خود حاضر ہوا آپ کو اٹھا کر خاص مسند پر بٹھایا اور خود نیچے بیٹھ گیا۔ چنانچہ جب کھانا شروع ہوا اور شیخ صاحب کے پاس کھانا آیا تو آپ نے اپنی قیمتی خلعت کو لپیٹ کر شوربے میں ڈبو دیا لوگوں نے سمجھا کہ یہ کوئی پاگل ہے جو ایسی حرکت کر رہا ہے۔ انہوں نے پوچھا یہ آپ کیا کر رہے ہیں حضرت شیخ سعدیؒ نے جواب دیا یہ میری دعوت نہیں اس خلعت کی دعوت ہے اس لئے اس کو کھلا رہا ہوں انہوں نے کہا کیا مطلب ہے ہم سمجھے نہیں۔ آپ نے جواب دیا کل میں ہی آیا تھا اور مجھے جوتیوں میں بٹھایا گیا اور آج میں نے خلعت پہنی ہے تو مجھے مسند پر بٹھایا گیا لہٰذا میری عزت نہیں بلکہ اس خلعت کے طفیل مجھے عزت دی گئی ہے چنانچہ صاحب خانہ نے معذرت کی اور معافی مانگی۔ اگرچہ یہ ایک لطیفہ تھا لیکن حقیقت یہ تھی کہ شیخ صاحب کے مقابلہ میں خلعت کی کیا حقیقت تھی اس خلعت کی وجہ سے حضرت شیخ صاحب کو عزت حاصل نہیں ہوئی تھی بلکہ اس خلعت کو اس وجہ سے عزت ملی کہ شیخ صاحب نے اس کو پہنا۔ اسی طرح خانہ کعبہ کو اپنی ذات میں کوئی عزت نہیں تھی بلکہ خانہ کعبہ کو اگر عزت حاصل تھی تو صرف اس لئے کہ حضرت ابراہیمؑ نے اس کی بنیادیں اٹھائیں تا موعود کل ادیان ظاہر ہو کر اس سے تعلق پیدا کرے پس محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا دعویٰ دیکھو کہ کیا ہے وہ کہتے ہیں کہ دیکھو خدا تعالیٰ نے خانہ کعبہ کی بنیاد رکھواتے وقت حضرت ابراہیمؑ سے میری بعثت کے لئے دعائیں کروائیں اور تم اپنے آپکو طاقت ور اور مالدار سمجھتے ہو ذرا اندازہ کرو کہ خانہ کعبہ کی قیمت زیادہ ہے یا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی۔

سیّد الثقلین اے شاہِ حرم

اے امینِ عظمتِ لوح و قلم
معدنِ مہر و وفا لطف و کرم

ذاتِ بابرکات نورِ اوّلیں
ہادیٔ برحق رسولِ محترم

اے حبیبِ جانِ محبوبِ خدا
اے کریم النفس محمودُ الشّیم

اے کمالاتِ نبوّت کے غنی
چشمۂ جُود و سخا ابرِ کرم

تیرے ارشادات ہیں ضرب المثل
تیرے ہاتھوں میں صداقت کا علم

مجمع البحرین علم و معرفت
سیّد الثقلین اے شاہِ حرم

اے فروغِ محفلِ کون و مکاں
اے نظرگاہِ خدائے ذوالکرم

اے نمودہ آئینہ قدرت نما
اے شفیع و ہادیٔ خیر الامم

نازشِ صد آفتاب سرزماں
تا حشر روشن رہے تو دم بدم

(ڈاکٹر مرزا محمد یوسف ایاز۔ بدوملہی)

فون ۲۷۹۴۶-۶
سفینہ انڈسٹریز لمیٹڈ
فون آفس:۔ ۲۲۴۸۳
مقبول روڈ۔ فیصل آباد
امپورٹر۔ ایکسپورٹر
لون۔ وائل۔ پردہ کلاتھ۔ پالین
جاذبِ نظر۔ دیدہ زیب
ہر گھر کی پسند
آفس:۔
مندر گلی۔ ریل بازار فیصل آباد

شالوں کی مشہور دکان
الفردوس
شال ہاؤس
۸۵۔ انارکلی لاہور
الفردوس شال ہاؤس
لاہور۔ فون ۳۲۴۴۴۸

سونے اور چاندی کے اعلیٰ، معیاری، عروسی زیورات نیز
مغلیہ دور کے کندن کے اعلیٰ ڈیزائن بنانے کیلئے
نیو راحت علی جیولرز
غلام احمد اینڈ برادرز اکبر بازار شیخوپورہ فون ۳۱۸۱ فون رہائش ۳۹۹۱
کو یاد رکھیں

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اگر ایک علامت کے لئے خدا نے ابرہہ کو ہلاک کر دیا تو خدا تعالیٰ اس مقصود کے لئے کتنا بڑا نشان ظاہر کرے گا پس اپنی عاقبت خراب نہ کرو اور اصحاب الفیل کے انجام سے عبرت پکڑو۔ پس اس نشان کو ظاہر کرنے کا مقصد خانہ کعبہ کی عزت یا شرف ظاہر کرنا نہیں تھا بلکہ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت کو لوگوں کے دلوں میں خاص طور پر مکہ کے مکینوں کے دلوں میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت اور جلال کو راسخ کرنا مقصد تھا اور ان لوگوں کے سوالوں کا جواب دینا مقصود تھا جو کہتے تھے کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تو کوئی ساز و سامان نہیں یہ کس طرح جیت جائیں گے تو خدا تعالیٰ نے بتا دیا کہ جس طرح محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی پیدائش سے قبل غیر معمولی حالات میں اور بغیر ساز و سامان کے محمدؐ کی عزت اور شرف کی خاطر ایک زبردست ساز و سامان سے لیس اور فنون حرب سے واقف قوم کو نیست و نابود کر دیا تھا اسی طرح اب بھی خدا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی خاطر اگر قومیں بھی اس سے ٹکر لیں گیں تو خدا اُن قوموں کی پرواہ نہیں کرے گا اور اپنے قہری نشان ظاہر کرے گا تا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت ساری دنیا میں قائم ہو اور ساری دنیا اپنے خالق حقیقی کے سامنے جھکے اور کائنات کا ذرہ ذرہ لا الٰہ الا اللہ کا ورد کرنے لگ جائے۔

پس خلاصہ کلام یہ کہ خدا تعالیٰ کے اس قہری اور جلالی نشان کو ظاہر کرنے کا مقصد محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت کو لوگوں کے دلوں میں قائم کرنا تھا اور خانہ کعبہ تو علامت تھی جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خاطر معرض وجود میں آئی ورنہ اصل مقصود اس عظیم الشان وجود کو پیدا کرنا تھا۔

سورۃ الفیل میں آخری زمانہ کے مسلمانوں کے لئے پیغام

اس سورۃ میں آخری زمانہ کے متعلق خدا تعالیٰ نے اشارہ فرمایا کہ جس طرح محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی پیدائش سے قبل جب عیسائیوں نے دیکھا کہ دعائے ابراہیمی کے نتیجہ میں جو وجود پیدا ہونے والا ہے وہ عربوں میں پیدا ہوگا اور خانہ کعبہ کو مرکزی حیثیت حاصل ہے تو انہوں نے خانہ کعبہ کو مسمار کرنے کا منصوبہ بنایا تاکہ عرب جس نقطہ مرکزی پر جمع ہو سکتے ہیں اس کو ختم کر دیا جائے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی ترقی کی راہیں مسدود کر دی جائیں لیکن جس طرح اس وقت خدا نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے احترام اور آپکے اعزاز کی خاطر خانہ کعبہ کو بچا لیا تھا اور عیسائیوں کو ناکام و نامراد کیا اور ان کو ذلت و نکبت کا سامنا کرنا پڑا بعینہٖ اس زمانہ میں ایک دفعہ پھر عیسائی اقوام محمدؐ کے مشن کو ناکام کرنے کی ایک آخری اور سر توڑ کوشش کریں گے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے روحانی فرزند سے ٹکر لیں گے لیکن خدا نے آخری زمانہ کے مسلمانوں کو یہ بشارت دی ہے کہ اس موقع پر بھی خدا اُسی طرح جس طرح اُس نے حضورؐ کی پیدائش سے قبل آپ کی عزت اور احترام کو قائم رکھا اب بھی وہ خدا زندہ ہے وہ اپنی تمام صفات اور طاقتوں اور قدرتوں کے ساتھ موجود ہے اور اگر عیسائی حکومتیں بھی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے غلاموں سے ٹکر لیں گی تو اُن کو منہ کی کھانی پڑے گی اور خدا تعالیٰ نے یہ مقدر کر رکھا ہے کہ آخری زمانہ میں دنیا جو چاہے کر لے۔ جتنا زور چاہے لگا لے ہوگا وہی جو خدا چاہے گا اور خدا نے یہ چاہا ہے کہ اب دنیا میں ایک ہی مذہب اور ایک ہی پیشوا ہو وہ مذہب دین اسلام اور وہ پیشوا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہوں گے، لیکن اس کے لئے صرف نعروں سے کام نہیں چلے گا بلکہ ہم سب کو اپنی جانیں اور اموال اور نفوس سب کچھ اس راہ میں قربان کرنے ہوں گے ورنہ خدا تعالیٰ نے اس سلسلہ کو تو بہر حال غلبہ عطا کرنا ہے جس طرح اس وقت خدا نے خانہ کعبہ کی حفاظت کی تھی اب بھی خدا تعالیٰ اس سلسلہ کو تباہ ہونے سے بچائے گا۔ لیکن اس سلسلہ کی ترقی کسی انسان یا کسی جماعت کے ساتھ وابستہ نہیں ہے اور نہ خدا کسی قوم کا محتاج ہے اگر آج ہم لوگوں نے اس سلسلہ میں داخل ہو کر بھی اپنی ذمہ داریوں کو کما حقہٗ ادا نہ کیا تو خدا اور بہت سی ایسی قومیں آگے لے آئے گا جو ہم سے بہتر طور پر اپنے فرائض کو سمجھنے اور ادا کرنے والی ہونگی۔

پس خدا تعالیٰ سے دعا ہے کہ ہم سب اپنے فرائض کو سمجھنے اور ادا کرنے والے ہوں تا خدا تعالیٰ ہمیں بھی اس بات کی توفیق عطا کرے کہ ہمارے ہاتھوں ہی اسلام ساری دنیا پر غالب آئے اور ساری دنیا ایک دفعہ پھر محمد کے جھنڈے تلے جمع ہو جائے خدا کرے کہ ایسا ہی ہو۔ آمین ثم آمین۔

پیشاب وغیرہ کی ادویات

گردے مثانے کی پتھریوں کے لئے کڈنی سٹون کورس ۴۰ روزہ Kidney Stone Course 150/-
پروسٹیٹ گلینڈ کا بڑھ جانا Prostate Cure 15/-
پیشاب کی کثرت بار بار آنا Urination Cure 15/-
پیشاب کا (بے اختیار) قطرہ قطرہ گرنا Urine Dribbling Cure 15/-
پیشاب کی بندش رکاوٹ Urine Retention Cure 15/-
پیشاب کا جلن اور درد کے ساتھ آنا Dysuria Cure 15/-
پیشاب میں پیپ وغیرہ آنا Kidney infection Cure 15/-
پیشاب میں دھات آنا (جریان) Spermatorrhea Cure 15/-
پیشاب میں خون آنا Hematuria Cure 15/-
کمی پیشاب سے استسقاء جلندھر Dropsy Cure 15/-

ایک سے زیادہ کیورز اکٹھی بھی استعمال ہو سکتی ہیں۔
کیمسٹوں سے ۱۲/۵ روپے فی کیور۔ ڈاک سے ۱/۵ زائد ٹریجوری

خاص سٹاکسٹس

لاہور: بزی بی کیمسٹ کمرشل بلڈنگ مال روڈ چوک انارکلی
لاہور: افضل میڈیکل سٹور ملتان روڈ چوک یتیم خانہ
لاہور: خان برادرز میڈیکل اینڈ جنرل سٹور شالیمار لنک روڈ
لاہور: مبشر میڈیکوز چوک میو ہسپتال
فیصل آباد: کریم میڈیکل ہال گول امین پور بازار
جھنگ: خالد میڈیکل ہال کورٹ روڈ
خانیوال: شاہ کلینک نزد ریلوے اسٹیشن
ملتان: الطاف میڈیکل ہال صدر بازار
حیدرآباد: نور میڈیکل سٹور شاہی بازار
کراچی: خواجہ میڈیکل سٹورز بالمقابل ایمپریس مارکیٹ صدر
کوئٹہ: غفور میڈیکل سٹور سورج گنج بازار
پشاور: علی برادرز کیمسٹ خیبر بازار
مردان: ڈاکٹر غلام جیلانی نیو مارکیٹ
راولپنڈی: ایکسٹ کمرشل سنٹر سیٹلائٹ ٹاؤن
منڈی بہاؤالدین: اسراری دواخانہ
اوکاڑہ: المستقیم میڈیکوز۔ ہسپتال بازار
شیخوپورہ: الفیصل میڈیکل ہال سرگودھا روڈ

کیورٹیو میڈیسن کمپنی (رجسٹرڈ) گول بازار ربوہ فون ۶۰۶/۶۰۷

انگریزی ادویات و ٹیکہ جات ہر قسم
کنٹرول ریٹ پر اور بارعایت
بہتر تشخیص ۔ مناسب علاج
کریم میڈیکل ہال
گول امین پور بازار ۔ فیصل آباد

افغان ٹمبر ورکس
آپ مکان یا کوٹھی تعمیر کریں تو
لکڑی کے کام کے لئے ہماری
خدمات سے ضرور فائدہ اٹھائیں۔
اچھے کاریگر ۔
اچھا کام اور تسلی بخش
حبیب اللہ خان
پسر خان میر خان صاحب مرحوم
فیکٹری ایریا ربوہ فون ۶۹۵

اٹھرا ۔ بانجھ پن ۔ نرینہ اولاد سے محروم عورتوں کیلئے امید کی کرن ۔ اس کے علاوہ مردانہ، زنانہ خاص امراض کے لئے مفصل حالات بیماری لکھکر دوا اور مخلصانہ مشورہ حاصل کریں ۔ ایک خط لکھ کر فہرست ادویات منگوا سکتے ہیں حکیم حمید احمد اختر رجسٹرڈ
طبیب درجہ اول
المنار دواخانہ ۔ ربوہ

ربوہ میں کلرڈ فوٹو گرافی
فوٹو ٹائم
سٹوڈیو اینڈ کلر لیبارٹری گولبازار ربوہ
ہر قسم کی معیاری فوٹو گرافی کیلئے خدمت کا موقعہ دیجئے
دوکان نزد پوسٹ آفس ربوہ

جاپان سے کاروبار کے متمنی حضرات متوجہ ہوں
جاپان سے دنیا کے ہر ملک میں اشیاء اور ری کنڈیشنڈ کاروں کی امپورٹ ایکسپورٹ کیلئے
ہماری خدمات حاضر ہیں
MINOCHAN CORPORATION
3-12-2-101 SHIMOMEGURO MEGURO-KU TOKYO 153
JAPAN CABLE:- MINOCHAN TOKYO

جائیداد کی خرید و فروخت کیلئے
باعتماد ادارہ
ندیم کنسٹرکٹرز اینڈ پراپرٹی ڈیلرز
دفتر ۵۲۱ ریلوے روڈ
گھر ۴۳۱ بالمقابل ریلوے سٹیشن
رحمت بازار ربوہ
کو یاد رکھیں

Digitized by Khilafat Library Rabwah

صلح حدیبیہ

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا عظیم ترین کارنامہ اور فتح مبین

مکرم مولوی محمد صاحب امرتسری
ایم۔ اے
سابق مبلغ اسلام انگلستان و
مغربی افریقہ

نبوت کے علاوہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کے کئی پہلوؤں میں سے سب سے زیادہ اہم اور نمایاں پہلو حضورؐ کا سالارِ مجاہدین اور امیر یا صدرِ مملکت ہونا ہے۔ مسلمانوں کی مکی زندگی کے مصائب و شدائد کا زمانہ اور اس کے بعد مدینہ کی طرف ہجرت اور مدینہ میں نہایت مضبوط مرکزِ اسلام کا قیام اور وہاں مسلمانوں کی دینی ملی اور سیاسی تربیت نیز حضورؐ کی دفاعی سیاست اور غزوات اور ان میں حضورؐ کی ماہرانہ قیادت اور نظمِ مملکت اور قبیلوں کے معاہدے وغیرہ ثابت کرتے ہیں کہ حضورؐ ایک نہایت ہی کامیاب جرنیل اور دنیا کے بہترین فرماں روا تھے۔ اور آپ نے جس دفاعی سیاست اور جن تدبیروں سے اُس وقت کام لیا اور میدانِ کارزار میں جس حربی مہارت کا ثبوت دیا آج چودہ صدیاں گزر جانے کے بعد اور موجودہ دنیا کی ساری ترقیات اور سہولتوں کے باوجود بھی دنیا کی قومیں اس سے آگے نہیں بڑھ سکیں۔

ظاہر بین نظروں کا غلط اندازہ

ہجرت کے چھٹے سال صلح حدیبیہ کا واقعہ پیش آیا جس کے متعلق ظاہر بین نظروں نے اس وقت خیال کیا کہ گویا اس میں کفارِ مکہ کے سامنے کمزوری اور کم مائیگی کا مظاہرہ کیا گیا ہے حالانکہ وہی واقعہ اپنے نتائج کے لحاظ سے ایسا مفید اور مسلمانوں اور اسلام کے حق میں نتیجہ خیز اور بہتر ثابت ہوا کہ وہ تمام عرب قبائل کو زیر کرنے اور جزیرۃ العرب کے مرکز مکہ مکرمہ کی فتح کا موجب ہو گیا۔ اور خود اللہ تعالیٰ نے بھی قرآن کریم کی سورۃ فتح میں اس واقعہ کو فتح مبین یعنی کھلی کھلی اور عظیم فتح قرار دیا۔ تاریخ اسلام کے اس عظیم واقعہ کا پس منظر یہ ہے کہ مکہ سے ہجرت فرما کر مدینہ پہنچتے ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سب سے پہلے اپنی اور اپنے صحابہ کی رہائش کا انتظام فرمایا۔ پھر مکی مہاجرین اور مدنی مسلمانوں میں باہمی اخوت اور محبت قائم فرمائی اور مدینہ کے مسلمان اور غیر مسلم باشندوں کی مشترکہ تنظیم قائم کر کے ایک شہری مملکت کی بنیاد ڈالی اور شہر کے سب مکی مہاجرین مدنی مسلمانوں ان کے غیر مسلم عرب رشتہ داروں اور یہودی قبائل کو ایک نظام کا پابند کر کے سب کو اپنی قیادت میں ایک مرکز پر جمع فرمایا اور ایک وفاقی شہری حکومت قائم کی جس کا دستور اساسی تقریباً چالیس پچاس دفعات پر مشتمل تھا۔

مرکزِ اسلام کیخلاف قریشِ مکہ کی سازشیں

اس دستور کے ذریعہ شہر کی حفاظت و مدافعت اور قریشِ مکہ سے مقابلہ کا انتظام شروع ہوا۔ ان امور سے فارغ ہو کر اور اندرونی حفاظت و استحکام سے مطمئن ہونے کے بعد حضور نے مدینہ کے اطراف کی طرف توجہ فرمائی اور مدینہ سے کوئی ساٹھ ستر میل پر جو بنی ضمرہ اور مدلج وغیرہ قبائل بستے تھے اُن سے باہمی حلیفی اور دفاعی معاہدے فرمائے۔ چونکہ اہلِ مکہ کے اکثر تجارتی قافلے اور کارواں جو شام اور مصر وغیرہ کی طرف جاتے تھے ان کا معروف راستہ انہیں قبائل کے علاقہ سے گزرتا تھا اس لئے یہ قبائل قریشِ مکہ کو مرعوب کرنے کے لئے وقتاً فوقتاً اُن کے تجارتی قافلوں سے اُلجھنے لگے جس کی وجہ سے کبھی کبھی ہنگامہ بھی ہو جاتا جس میں قریش کے قافلوں کو اکثر نقصان اُٹھانا پڑتا۔ مسلمانوں کے ان حلیف قبائل کے قریش کے بعض تجارتی قافلوں سے الجھاؤ کی اصل وجہ یہ تھی کہ قریشِ مکہ نے ہجرت نبوی کے معاً بعد سے ہی مدینہ طیبہ اور اس کے قرب و جوار کے یہودیوں عیسائیوں اور منافقین اور دیگر عرب قبائل سے مسلمانوں کے خلاف سازشیں شروع کر دی تھیں اور وہ انہیں ہر طرح کمزور کرنے اور نقصان پہنچانے کا ہر حربہ استعمال کر رہے تھے چنانچہ مصارفِ جنگ کے لئے تجارت کی آمدنی کا بڑا حصہ مدینہ پر حملہ کی تیاری کے لئے وقف کر رکھا تھا۔ اس لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے حلیف قبائل نے دفاعی تدبیر کے طور پر ضروری سمجھا کہ قریش کے تجارتی قافلوں کا ایک اہم راستہ بند کر دیا جائے نیز مدینہ کے قریب رہنے والے قبائل سے امن کا معاہدہ کر لیا جائے۔

غزوۂ بدر اور غزوۂ اُحد

چنانچہ قریشِ مکہ نے جھنجھلا کر ماہِ رمضان ۲ھ میں بدر کے مقام پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے ساتھیوں کو گھیر لینے کی کوشش کی مگر مونہہ کی کھائی اور ایک بہترین منظم اور پوری طرح مسلح ایک ہزار فوج کو صرف تین سو نہتے مسلمانوں نے تتر بتر کر دیا اس کا بدلہ لینے کے لئے قریش نے پھر سال بھر تیاری میں گزارا۔ اور اس کے بعد شوال ۳ ہجری میں مدینہ پر چڑھ دوڑے اور شہر کے باہر اُحد کے میدان میں مقابلہ ہوا اور قریشِ مکہ مسلمانوں کی فوج کو اتفاقاً کچھ نقصان پہنچانے کے بعد اور خود بھی نقصان اُٹھا کر لڑائی ملتوی کر کے مکہ کو لوٹ گئے۔ اس کے بعد مسلمانوں نے بہت جلد اپنا وقار اور قوت بحال کر کے مدینہ کے جنوب مشرق میں نجد کی طرف اپنا اقتدار بڑھا لیا اور اس طرح قریش مکہ کے تجارتی قافلوں کا دوسرا صحرائی راستہ بھی بند کر دیا اور ساتھ ہی مدینہ کے اطراف کے قبائل سے دوستانہ معاہدات کر لئے اور ان کو اپنی مدد کا یقین دلا کر قریش سے قطع تعلق کر لینے پر آمادہ کر لیا اور اس کے بعد مدینہ کے شمال میں دومۃ الجندل تک اپنے اثرات اور اقتدار کو پھیلا لیا۔ اس اثنا میں مدینہ کے یہودی مسلمانوں سے لڑ کر اپنی بدعہدی اور بدکرداری کی سزا پا چکے تھے اور مدینہ سے نکل کر خیبر وغیرہ میں آباد ہو گئے تھے۔

چنانچہ انہیں یہودیوں کے ورغلانے پر قریش نے ایک انتہائی کوشش مسلمانوں کو پسپا کرنے کی کی اور اپنے تمام حلیف قبائل کو ساتھ ملا کر دس ہزار کی فوج کے ساتھ مدینہ پر حملہ کر دیا اور خود مدینہ کے باقی یہودی بھی مسلمانوں کو دھمکیاں دینے لگے اس پر شوال ۵ ہجری میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے شہر کے غیر محفوظ علاقوں پر پندرہ دن کے عرصہ میں خندق کھدوائی اور تمام اطراف سے مدینہ کو محفوظ کر کے مدینہ میں محصور ہو گئے۔ قریش نے کئی دن محاصرہ کئے رکھا جس کے دوران یہودیوں اور قریش میں باہم بداعتمادی پیدا ہو گئی اور شدید سردی اور شدت کی آندھی سے خوف کھا کر ایک رات اُن کی آن میں قریش کی تمام فوج مکہ کو واپس بھاگ گئی۔

اس کے بعد مشرق میں تقریباً یمامہ تک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اثر و نفوذ پھیل گیا اور ۷ ہجری میں یمامہ کے بعض سرداروں کے اسلام لانے سے مکہ کے لئے وہاں سے غلہ کی برآمد بند ہو گئی اور تجارتی راستے بند ہو جانے کی وجہ سے قریش بے بس ہو گئے نتیجۃً مکہ میں شدید قحط پڑ گیا جس سے بچاؤ کے لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہی ان کی مدد فرمائی۔ تاہم اب بھی قریش کی اسلام دشمنی میں کوئی نمایاں کمی نہ آئی۔

بیک وقت دو عظیم خطرات سے واسطہ

یہ ایسا وقت تھا کہ مسلمانانِ مدینہ دو عظیم خطرات سے دوچار تھے جنوب میں اہلِ مکہ تھے اور شمال میں غطفان کے عرب اور خیبر کے یہودی خار کھائے بیٹھے تھے اور مسلمانوں کی قوت اتنی نہ تھی کہ ایک ہی وقت میں دونوں پر اقدامی حملہ کر کے دونوں دشمنوں کو ناکوں چنے چبوا سکتے۔ دونوں میں کسی ایک سے ہی مقابلہ ممکن تھا کیونکہ خیبر پر حملہ کرنے کی صورت میں خطرہ تھا کہ اہلِ مکہ مدینہ پر حملہ کر کے اُسے لوٹ لیں اور اگر مکہ پر حملہ کرتے تو یہی خطرہ خیبر کے یہودیوں سے تھا کیونکہ مدینہ کا محلِ وقوع خیبر اور مکہ کے درمیان ہے۔

رؤیا کی بنا پر عمرہ کرنے کا ارادہ

ان حالات میں ذیقعدہ ۶ ہجری میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ یا خیبر دونوں میں سے کسی ایک سے صلح کر لینے کا ارادہ فرمایا اور حضورؐ نے اس کے لئے اہلِ مکہ سے صلح کو ترجیح دی کیونکہ اہلِ مکہ اب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عظیم شخصیت اور مسلمانوں کی قوت کو تسلیم کرنے لگے تھے اور شدید قحط کے دوران آنحضرت کی بروقت امداد کی وجہ سے حضور کو شریف دشمن سمجھنے لگے تھے نیز حرمت والے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

مہینوں خصوصاً حج کے دوران قریش لڑائی کو حرام سمجھتے تھے۔ اسی دوران حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے رؤیا دیکھا کہ آپ مسلمانوں کے ہمراہ مکے میں داخل ہو رہے ہیں اس خواب کی بنا پر حضور نے عمرہ کرنے کا ارادہ فرمایا کیونکہ ابھی تک مسلمانوں پر حج فرض نہیں ہوا تھا۔ جب مسلمانوں کو حضور کے اس ارادے کی خبر ہوئی تو پندرہ سو جاں نثار مسلمان حضور کے ہمرکاب ہو گئے حضور نے حکم دیا کہ کوئی شخص ہتھیار لے کر نہ چلے سفر کے دوران حضور کو علم ہو گیا کہ قریش کے تمام قبیلے مُصر اور متفق ہو گئے ہیں کہ حضورؐ اور مسلمان مکے میں داخل نہ ہونے پائیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حدیبیہ کے مقام پر پہنچ کر وہاں قیام فرمایا کیونکہ آپ کو پتہ چل گیا تھا کہ قریش حضور کو روکنے کے لئے آ رہے ہیں۔ حضور نے قریش کو پیغام بھیجا کہ "ہم صرف عمرہ کرنے آئے ہیں ہمارا مقصد جنگ ہرگز نہیں ہے جنگ نے پہلے ہی قریش کی حالت پتلی کر دی ہے بہتر ہے کہ وہ ہمارے ساتھ ایک مدت تک صلح کا معاہدہ کر لیں اور اگر آپ لوگ اس پر رضامند نہ ہوں تو خدا کی قسم میں اس وقت تک لڑوں گا کہ میری گردن کٹ جائے اور خدا کو جو فیصلہ منظور ہو کر دے۔"

قریش نے یہ پیغام ملنے پر عروہ بن مسعود کو صلح کی شرائط طے کرنے کے لئے بھیجا وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر کہنے لگا۔

"اگر آپ نے قریش کو ملیا میٹ بھی کر دیا تو آپ خود ہی اپنی قوم کو تباہ کرنیوالے ہوں گے جس سے آپ کو کچھ حاصل نہ ہو گا اور اگر قریش غالب آ گئے تو تمام مسلمان ختم کر دیئے جائیں گے۔"

یہ بے تکلفانہ گفتگو کرتے ہوئے عرب کے دستور کے مطابق عروہ بن مسعود اپنا ہاتھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ریش مبارک کی طرف بڑھاتا تھا۔ حضرت مغیرہ بن شعبہؓ حضور کی پشت پر کھڑے تھے وہ فوراً پکار اُٹھے۔

"عروہ اپنا ہاتھ روک لو ورنہ اب تمہارا ہاتھ آگے بڑھ کر پھر واپس نہ لوٹے گا۔"

حضرت عثمانؓ کی نظربندی اور بیعتِ رضوان

عروہ بن مسعود نے واپس لوٹ کر قریش سے کہا:

"لوگو میں نے روم کے قیصر اور ایران کے کسریٰ اور حبشہ کے نجاشی کے دربار دیکھے ہیں۔ میں نے ایسی عقیدت کہیں نہیں دیکھی۔ محمدؐ جب بات کرتے ہیں تو ہر طرف سناٹا چھا جاتا ہے کوئی شخص اُن کی طرف آنکھ اُٹھا کر نہیں دیکھ سکتا۔"

چونکہ معاملہ ادھورا رہ گیا تھا۔ اس لئے حضور نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو اپنا ایلچی بنا کر بھیجا کہ وہ صلح کی بات کریں مگر قریش نے انہیں نظر بند کر دیا لیکن مسلمانوں میں یہ مشہور ہو گیا کہ آپ قتل کر دیئے گئے ہیں چنانچہ اس خبر کی بنا پر حضورؐ نے ایک درخت کے سایہ تلے تمام صحابہ سے اپنی جانیں قربان کرنے کی بیعت لی جس کو بیعتِ رضوان کہا جاتا ہے اور مصمم ارادہ کر لیا کہ آپ عثمان رضی اللہ عنہ کے قتل کا بدلہ ضرور لیں گے لیکن یہ خبر غلط ثابت ہوئی۔

معدہ کا السر
STOMACH ULCER CURE
معدہ کا السر۔ زخم۔ پھوڑا۔ 4 کیپسولز کا کورس
قیمت فی کورس 15/- ورجن 135/- گرس 1512/- روپے
بونس علاوہ۔ نرخنامہ اور 140 کیورز کا لٹریچر مفت
ڈاک خرچ 5/- سٹاکسٹوں کے لئے فری ڈاک
ضمانتی کیورٹو میڈیسن کمپنی رجسٹرڈ ربوہ کاشان

آنکھوں کی ہر بیماری کیلئے مفید ہے
سرمہ طفیل نظر کو تیز کرتا ہے
قیمت 11/- روپے۔ کیساتھ ساتھ کامیاب دوا
عورتوں کے لئے خوشخبری
پیٹرو لیکوریا
ملیریا شافی۔ عرق نور پیٹ کی ہر بیماری کے لئے مفید ہے
حکیم محمد طفیل سابق صدر طبیہ کمیٹی جوہی رجسٹرڈ نمبر 14597-H
حال معرفت کوثر کلاتھ ہاؤس باجوہ مارکیٹ گولبازار ربوہ

پیٹ کی تمام بیماریوں کیلئے:
ہاضمون رجسٹرڈ
جو گھر میں ہر وقت رکھنے کا چورن ہے:
نصرت دواخانہ ہاضمون
بالمقابل ایوان محمود۔ گول بازار ربوہ

ہنستے مسکراتے بچے گھروں کی رونق ہوتے ہیں
بفضل خدا
نرینہ اولاد سے محروم۔ بے اولاد۔ مرض اٹھرا کی شکار دکھی عورتوں کا تسلی بخش علاج۔
اکسیر اٹھرا (گھر کا چراغ)
شفاخانہ رفیق حیات رجسٹرڈ
گولبازار ربوہ

فرنیچر کی دنیا میں عظیم انقلاب
ماڈرن۔ دیدہ زیب۔ خوشنما اور معیاری
ہر قسم کے فرنیچر کی خرید کیلئے ہمارے شوروم واقع
۶۵۔ میکلوڈ روڈ لاہور پر تشریف لائیں۔
آپ کا شوروم آپکی خدمت کیلئے ہر وقت کوشاں۔ ہر دم تیار
شادی بیاہ کے لئے فرنیچر پر خصوصی رعایت
پرنس فرنیشرز ۶۵ میکلوڈ روڈ لاہور
المشتہر عبدالحی خان فون ۳۰۲۶۵۳
فون ۳۰۲۶۵۳

Digitized by Khilafat Library Rabwah

صلح حدیبیہ کی شرائط

اس کے بعد قریش نے اپنا ایک اور سردار سہیل بن عمرو اپنا سفیر بنا کر صلح کی شرائط طے کرنے کے لئے بھیجا اور آخر کار مندرجہ ذیل شرائط پر فریقین کی صلح ہوگئی۔

۱:۔ مسلمان اس سال عمرہ کئے بغیر واپس چلے جائیں گے اور اگلے سال صرف تین روز کے لئے بغیر ہتھیاروں کے مکہ میں داخل ہو کر عمرہ کر سکیں گے۔

۲:۔ آئندہ دس سال تک قریش اور ان کے حلیف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپؐ کے حلیفوں سے جنگ نہیں کریں گے اور فریقین غیر جانبدار رہیں گے۔

۳:۔ قریش کے تجارتی قافلوں کے لئے راستے کھول دیئے جائیں گے۔

۴:۔ مکہ میں موجود مسلمانوں میں سے کسی کو بھی مسلمان اپنے ساتھ مدینہ نہیں لے جا سکیں گے لیکن مسلمانوں سے اگر کوئی مکہ میں رہنا چاہے تو اُسے روکا نہیں جائے گا۔

۵:۔ قریش مکہ میں سے اگر کوئی مدینہ جائے تو اسے واپس کر دیا جائے لیکن اگر کوئی مسلمان مکہ جائے تو اسے واپس جانے کی اجازت نہ ہوگی۔

۶:۔ قبائل عرب کو اختیار ہوگا کہ وہ جس فریق سے چاہیں معاہدہ کر لیں۔

بسم اللہ اور رسول اللہ پر اعتراض

چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو بلا کر معاہدہ تحریر کرنے کا ارشاد فرمایا حضرت علیؓ نے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم لکھا تو سہیل ابن عمرو نے اعتراض کیا کہ ہم رحمٰن و رحیم خدا کو نہیں جانتے صرف باسمک اللّٰھم لکھا جائے حضور نے منظور فرما لیا پھر حضرت علیؓ نے لکھا ھٰذا ما قضیٰ علیہ محمد رسول اللہ یہ وہ معاہدہ ہے جو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قریش سے طے کیا ہے اس پر بھی سہیل نے اعتراض کیا کہ ہم قریش مکہ آپ کو خدا کا رسول نہیں مانتے اگر ہم نے آپ کی رسالت کو تسلیم کر لیا ہوتا تو پھر ہمارے درمیان کوئی تنازعہ ہی نہ ہوتا ہمارے ہاں معاہدات میں باپ کا نام لکھوائیں۔

اس پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

"تم جھوٹے ہو خدا کی قسم میں اللہ کا رسول ہوں" اور ساتھ ہی حضرت علیؓ کو ارشاد فرمایا کہ "رسول" کا لفظ کاٹ کر حضور کے والد محترم کا نام لکھ دیں مگر حضرت علیؓ نے باوجود حضورؐ کے انتہائی فرمانبردار ہونے کے عرض کیا کہ میں حضور کے نام کے ساتھ سے رسول اللہ کا لفظ مٹانے کی جرأت نہیں کر سکتا اس پر حضور نے یہ معلوم کر کے کہ "رسول اللہ" کس جگہ لکھا ہوا ہے یہ دونوں لفظ مٹا دیئے۔

مژدہ
مایوس و پریشان مرض
جو ہر قسم کا علاج کروا کر مایوس ہو چکے ہوں اپنے مرض کی مفصل علامات لکھ کر GERMAN اور AMERICAN ہومیوپیتھک ادویات سے بذریعہ ڈاک علاج کروائیں یا خود بہار CLINIC میں تشریف لائیں۔
HOMOEOPATHIC Dr. S. A. RAHMAN R.M.P
ہمدردانہ مشورہ، بہترین تشخیص اور کامیاب سائنٹیفک علاج
کیلئے پتہ یاد رکھیں
شفا ہومیوپیتھک سٹور اینڈ ہسپتال رحمت بازار ربوہ

لیکوریا سیرپ و سفوف
لیکوریا کا مکمل علاج کورس ۳۰/-
ساجد دواخانہ۔ ربوہ

بواسیر وغیرہ کی ادویات
PILES CURE — بواسیر خونی و بادی
Hemorrhoids Cure — بندی، سخت مسے
Hemorrhage Cure — بہت زیادہ خون نکلے
FISSURE CURE — چیر اور کٹاؤ
FISTULA CURE — ناسور، بھگندر
CONSTIPATION CURE — قبض
Flatulence Cure — گیس، ہوا، ریح
ایک سے زیادہ کورس کسی بھی استعمال ہو سکتی ہیں۔ کیپسولز سے 15/- لیکوئیڈ پائوڈر انجکشن ۔ ۱۰/- ٹیکوگری۔
خاص سٹاکسٹ
لاہور: بزی بی کمیٹ کمرشل بلڈنگ ال ڈی چوک
لاہور: افضل میڈیکل سٹور ملتان روڈ چوک قیم خانہ
لاہور: خان برادرز میڈیکل اینڈ جنرل سٹور شالیمار لنک روڈ
لاہور: مشتری میڈیکو چوک میو ہسپتال
فیصل آباد: کریم میڈیکل ہال گول امین پور بازار
جھنگ: خالد میڈیکل ہال کورٹ روڈ
خانیوال: شاہ کیمسٹ نزد ریلوے اسٹیشن
ملتان: الطاف میڈیکل ہال صدر بازار
حیدرآباد: انور میڈیکل سٹور شاہی بازار
کراچی: خواجہ میڈیکل سٹورز بالمقابل میٹرو سینما
کوئٹہ: غفور میڈیکل سٹور۔ سبزی منڈی بازار
پشاور: علی برادرز کیمسٹ صدر بازار
مردان: ڈاکٹر غلام جیلانی میو مارکیٹ
راولپنڈی: الکمیسٹ کمرشل سنٹر سٹلائٹ ٹاؤن
منڈی بہاؤالدین: اسرار ہومیو دواخانہ
اوکاڑہ: المستقیم میڈیکوز ہسپتال بازار
شیخوپورہ: الفیصل میڈیکل ہال سرگودھا روڈ
کیمور ہومیو میڈیسن کمپنی ربوہ

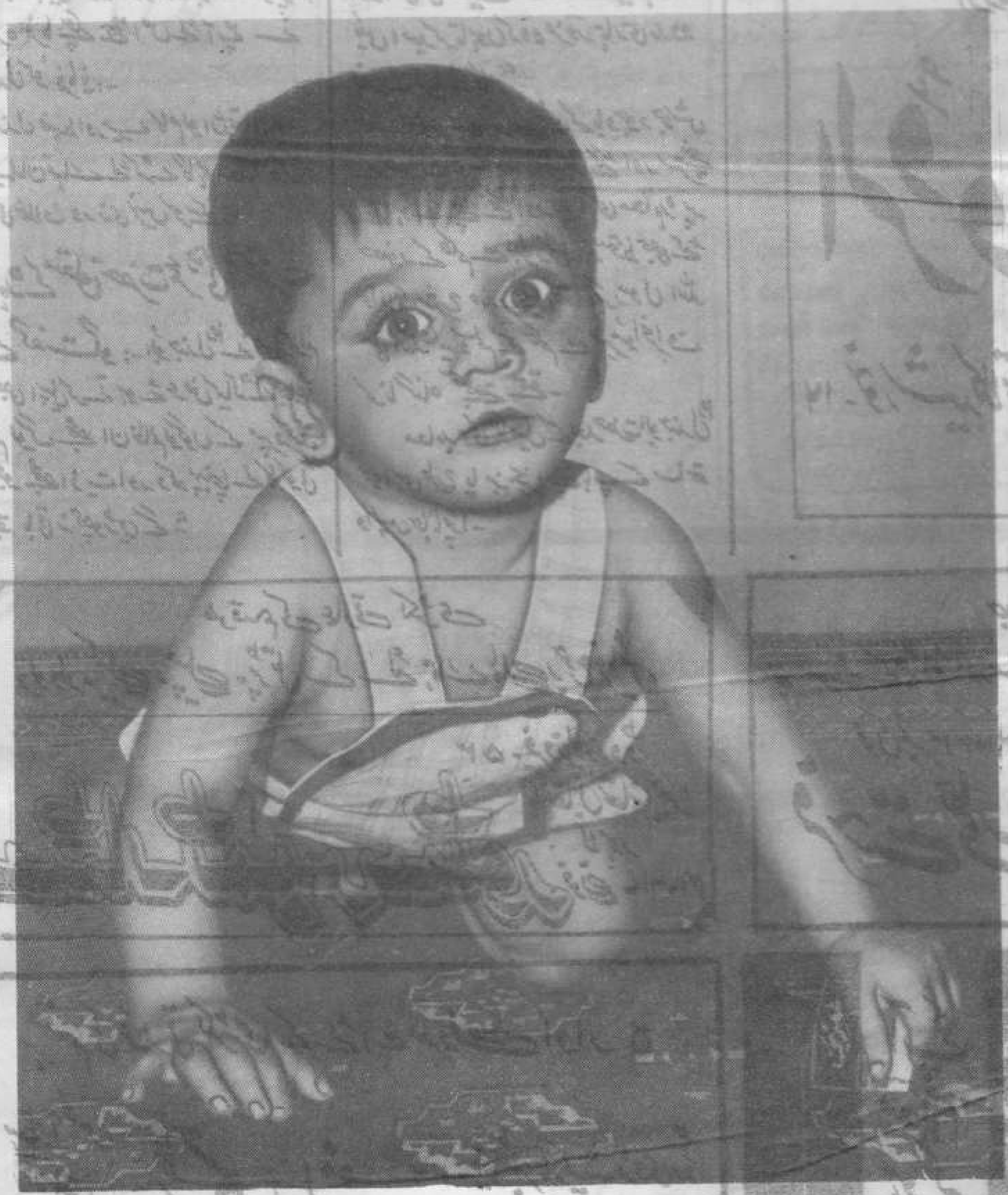

نرینہ اولاد سے محروم بے اولاد اور مرض اُٹھرا کی شکار دکھی عورتوں کیلئے
۱۹۱۱ء سے ایک ہی نام — دواخانہ حکیم نظام جان
حکیم انوار احمد جان ابن حکیم نظام جان چوک گھنٹہ گھر گوجرانوالہ فون نمبر ۷۳۹۹۷
اقصیٰ چوک ربوہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ابو جندل کی حالت زار

ابھی یہ معاہدہ لکھا جا رہا تھا کہ سہیل ابن عمرو کے لڑکے ابو جندل جو مسلمان ہو چکے تھے مصائب برداشت کرتے اور بیڑیوں میں جکڑے ہوئے گرتے پڑتے کسی طرح بچ بچا کر وہاں پہنچ گئے تمام جسم زخموں سے چور تھا۔ اُسے دیکھ کر کہنے لگا "اسی معاہدہ کے مطابق میرا بیٹا ابو جندل تم لوگوں کے ساتھ نہیں جا سکتا حضور نے اُسے بہت سمجھایا اور کنفائنڈ کرنے کی کوشش کی لیکن وہ اپنی بات پر اڑا رہا ابو جندل کی یہ دردناک حالت دیکھ کر تمام صحابہ دل مسوس کے رہ گئے۔ حضورؐ بھی ابو جندل کی یہ اذیت ناک کیفیت دیکھ کر بہت بے چین اور دردمند ہوئے مگر چونکہ معاہدہ فرما چکے تھے اس لئے آپؐ نے ابو جندل کو فرمایا:۔

ابو جندل ضبط اور میرے کام لو اللہ تعالیٰ کوئی بہتر سامان تمہارے لئے کرے گا ہم معاہدہ کر کے اس کی خلاف ورزی نہیں کر سکتے۔"

معاہدہ کے متعلق حضرت عمرؓ کی آنحضرتؐ سے گفتگو

:۔ ابو جندلؓ نے صحابہ کرام سے بھی اپیل کرتے ہوئے عرض کیا کہ "اے بھائیو کیا تم لوگ مجھے ان ظالم لوگوں کے سپرد کر رہے ہو جو مجھے اذیت اور دکھ پہنچانے کا کوئی دقیقہ باقی نہ چھوڑیں گے۔"

ابو جندل کی یہ دردناک حالت دیکھ کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے نہ رہا گیا وہ فوراً حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پہنچے اور عرض کیا۔

"کیا آپ اللہ کے رسول نہیں ہیں؟ حضورؐ نے فرمایا "کیوں نہیں"۔ عرض کیا "کیا ہم حق پر نہیں ہیں" حضور نے فرمایا "بے شک ہم حق پر ہیں"۔

اس پر حضرت عمرؓ نے عرض کیا "تو پھر ہم اپنے دین و ایمان کے بارے میں اتنی کمزوری اور ذلت کیوں برداشت کریں"۔

حضور نے فرمایا "میں اللہ تعالیٰ کا رسول ہوں اور جو کچھ میں نے کیا ہے اس کے حکم اور اس کی مشیت کے ماتحت کیا ہے اور میں امید کرتا ہوں کہ وہ ضرور ہماری مدد و نصرت فرمائے گا۔"

حضور کا یہ جواب سُن کر باوجود جوش کے حضرت عمرؓ خاموش ہو گئے اور سر نیچے کئے ہوئے چلے گئے اور پھر اُسی معاہدہ پر حضور کے حکم سے بطور گواہ دستخط بھی کئے حالانکہ شرح صدر نہیں تھا مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے سرِ مُو انحراف کرنا گناہ سمجھتے تھے۔

معاہدہ کی تکمیل کے بعد حضرت ابو جندلؓ کو اسی طرح پابزنجیر اپنے باپ کے ساتھ واپس جانا پڑا۔

خدا کے فضل اور رحم کیساتھ
ھُوَالنَّاصِر

کراچی میں

معیاری سونا کے معیاری زیورات خریدنے اور بنوانے کے لئے تشریف لائیں

الرؤف جیولرز

۱۶۔ خورشید کلاتھ مارکیٹ حیدری، شمالی ناظم آباد کراچی
فون: ۶۱۷۰۶۹

جدید فیشن کے مطابق
• سونے کے جڑاؤ اور سادہ زیورات • اور چاندی کے خوشنما برتن ٹی سیٹ وغیرہ کیلئے
فون نمبر ۵۳۶۲۳، ۶۳۸۵۱
فرحت علی جیولرز
کمرشل بلڈنگ شاہراہ قائداعظم لاہور

ہر قسم کی عمارتی لکڑی
دیودار۔ کیل۔ چیل۔ پڑتل کے لئے ہمارے ہاں رجوع فرمائیں
۵۳۔ فیروزپور روڈ
بالمقابل تھانہ اچھرہ
لاہور
فون ۶۱۷۰۴۱
سٹار ٹمبر سٹور

ہر قسم کی عمارتی لکڑی کے لئے اپنے معروف ادارہ
ہیڈ آفس:۔
۲۶۔ نیو ٹمبر مارکیٹ راوی روڈ لاہور
گلوب ٹمبر کارپوریشن
(گورنمنٹ کنٹریکٹر)
فیکٹری:۔
رچنا ٹاؤن جی ٹی روڈ فیروزوالا لاہور
گلوب انجینئرنگ کارپوریشن
پر تشریف لائیں
فون:۔
دفتر ۶۸۱۲۶ گھر ۶۲۹۳۰ فیکٹری ۷۱۰۳۵۳
احباب لکڑی کو دیمک سے محفوظ رکھنے کے لئے ہم سے رابطہ پیدا کریں

آپ کو معلوم ہو کہ
ہمارے دواخانہ
میسرز حکیم نظام جان اینڈ سنز کا نام اب
مشہور دواخانہ رجسٹرڈ
ہو چکا ہے:
زیر نگرانی
حکیم عبدالحمید اعوان
جانشین و فرزند
حضرت حکیم نظام جان
قدرت کے ہاتھوں کے پروان دوا ہے: دیرینہ خادم
چوک گھنٹہ گھر گوجرانوالہ فون ۷۴۱۴۴
بالمقابل ایوان محمود ربوہ فون ۶۳۱
۷۱۔ سوئیٹ ہوم لینڈ ڈالمیا کالونی کراچی ۲۷
چوک دانہ زید کا ضلع سیالکوٹ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

حضورؐ کے حکم پر غمزدہ صحابہ کا تردد

اس معاہدے کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قربانیاں کرنے اور احرام کھول دینے کا حکم فرمایا لیکن سارے کے سارے ایک ہزار پانچ صد صحابہ بیت الحرام کی زیارت اور عمرہ کا موقع نہ ملنے کی وجہ سے سخت دل برداشتہ تھے اور غم کے مارے ان کا بہت برا حال تھا اس لئے انہوں نے غیر ارادی طور پر سُنی ان سُنی کر دی اور حضور کے ارشاد کی اس وقت اُن سے تعمیل نہ ہو سکی جس کی وجہ سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی ملال اور سخت قلق ہوا کہ یہ کیا ہو گیا۔ آپ کی زوجۂ محترمہ حضرت اُمّ سلمہ رضی اللہ عنہا اس سفر میں حضور کے ساتھ تھیں حضور ان کے خیمہ میں تشریف لے گئے اور بڑی بے تابی سے ان سے اس امر کا ذکر فرمایا۔ حضرت اُمّ سلمہ رضی اللہ عنہا نے مشورۃً عرض کیا کہ حضور آپ باہر تشریف لے جا کر بغیر کسی سے کوئی کلام کئے اپنی قربانیاں ذبح فرما دیں اور سر کے بال منڈوا دیں۔ چنانچہ حضورؐ نے ان کے مشورہ پر عمل کیا صحابہ نے یہ دیکھا تو سب اُٹھ کھڑے ہوئے اور اپنی اپنی قربانیاں ذبح کروائیں اور نہایت غمناک حالت میں ایک دوسرے کے سر مونڈنے لگ گئے۔ ان پر غم اور اندوہ کا اس قدر غلبہ تھا کہ راوی کہتا ہے کہ قریب تھا کہ استرے ایک دوسرے کی گردنوں پر پھر جائیں۔

اس معاہدے کو اللہ تعالیٰ نے فتح مبین قرار دیا۔

آسمان پر خدائے عزوجل صحابہ کرام کے دلوں کی حالت کو دیکھ رہا تھا اُسے یہ منظور نہ تھا کہ اس کے پیارے رسولؐ کے پیارے فدائی زیادہ دیر تک اِس قابلِ رحم حالت میں رہیں اور ان کو یہ غلط فہمی لگی رہے کہ یہ صلح حدیبیہ کا معاہدہ مسلمانوں کی شکست اور کمزوری کے اظہار کا اور ذلت کا موجب ہوا ہے چنانچہ اس معاہدے کی تکمیل کے تین دن بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی نازل ہوئی۔

اِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُّبِيْنًا (سورۃ فتح)

یعنی اے محمدؐ ہم نے تجھے فتح دی کھلی کھلی فتح۔ چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کے پاس تشریف لائے جبکہ آپ کا چہرۂ مبارک خوشی سے دمک رہا تھا اور فرمایا آج مجھ پر ایسی آیات نازل ہوئی ہیں جو مجھے بے شمار سرخ اونٹوں سے بھی زیادہ عزیز اور محبوب ہیں یا فرمایا کہ جو میرے لئے دنیا کی ہر چیز سے زیادہ خوشی کا موجب ہوئی ہیں صحابہ نے

آپکو
جلسہ سالانہ
میں
شمولیت مبارک ہو
ایوان محمود کے بالکل
سامنے حضرت حکیم نظام جان صاحبؓ
کا چشمۂ فیض
مشہور دواخانہ
حسب معمول مصروفِ خدمت ہے
حکیم عبدالحمید
مشہور دواخانہ ربوہ فون ۶۳۸

موجد پاؤڈر کیور کی پیشکش
Respiratory System نظام تنفس
کی پرانی بیماریوں کے کامیاب نسخے جو دوسری دوائیوں کے ساتھ بھی استعمال ہو سکتے ہیں۔
دمہ Asthma Course Rs. 60/-
نزلہ حلق Catarrh Cure Rs. 15/-
پرانا زکام Cold Cure Rs. 15/-
مزمن کھانسی Cough Cure Rs. 15/-
نیز ٹانسلز۔ ناک کی بندش۔ گلے کی سوزش و خراش وغیرہ کی کیورز (CURES) مارکیٹ سے طلب کریں۔ ڈاک پارسل سے ۱/۴ مزید۔
برائے ایجنسی و لٹریچر لکھئے
کیور ٹیو میڈیسن کمپنی رجسٹرڈ پاکستان
لاہور۔ کراچی۔ ہیڈ آفس گولبازار ربوہ۔ فون ۶۶

نظر اور آنکھوں کی خوبصورتی کیلئے
مشہور کاجل
مشہور دواخانہ گوجرانوالہ

میڈیکل سٹورز!
ایجنٹ اپنے وقت پر آئے گا۔ کیور ٹیو میڈیسنز کے متعلق کوئی بات ہو تو براہ راست لکھیں! ادویات۔ سٹریچر۔ نرخنامہ پبلسٹی میٹریل وغیرہ کی سپلائی کا انتظام اور خرچہ ہمارے ذمہ ہے۔
بیماری کا نام بتا کر
15 روپے میں اسکی کیور Cure قریبی میڈیکل سٹور۔ خاص سٹاکسٹ یا براہ راست ہم سے خریدیں۔ 183 امراض کی کیورز کی فہرست مفت منگوائیں۔
کیور ٹیو میڈیسن کمپنی رجسٹرڈ ربوہ فون 606/607

دانتوں کی مضبوطی کے لئے
نظام منجن
دواخانہ حکیم نظام جان پوسٹ بکس ۲۲۲
چوک گھنٹہ گھر گوجرانوالہ فون ۳۹۹۷
اقصیٰ چوک ربوہ

بشیر انجینئرنگ اینڈ سپلائرز لمیٹڈ
ایکسپورٹرز اینڈ امپورٹرز
گورنمنٹ کے منظور شدہ ٹھیکیدار برائے ملٹری۔ ریلوے۔ ٹیلیگراف۔ ٹیلی فون۔ واپڈا اور دوسرے شعبہ جات
• لوہے کے جستی تار • خاردار تار • کاسٹ آئرن کے (گھریلو استعمال کے) سیوریج پائپ • سینیٹری فٹنگز اور لوہے کے جستی پائپ
حاصل کرنے کیلئے ہمیں خدمت کا موقع دیں
ہیڈ آفس:- حمید منزل ۸۹ انارکلی لاہور فون ۵۲۷۸۳، ۳۲۳۳۰۴، ۴۱۳۳۲۲
شاخیں۔ (i) لوہا مارکیٹ لاہور فون نمبر ۵۶۰۲۳
(ii) کے ایم سی۔ ۷۷ گارڈن مارکیٹ۔ لارنس روڈ، کراچی فون نمبر ۷۸۵۶۴
فیکٹری ــــ ۲۲ کلومیٹر (لاہور شیخوپورہ روڈ) لاہور

Digitized by Khilafat Library Rabwah

عرض کیا یا رسول اللہ وہ کون سی آیات ہیں تو حضور نے سورۃ فتح کی پہلی تین آیات پڑھ کر سنائیں۔ گویا تمام صحابہ کرام جس واقعہ کو شکست سے تعبیر کر رہے تھے اللہ تعالیٰ نے اسے فتح مبین قرار دیا۔ حضرت عمرؓ نے یہ آیات سن کر تعجب سے عرض کیا "یا رسول اللہ کیا واقعی یہ فتح مبین ہے" حضور نے فرمایا۔ "ہاں یقیناً"

صلح حدیبیہ فتح مکہ کا موجب ہوئی

عجیب بات ہے کہ اگرچہ ہجرت کے پہلے چھ سال کے دوران آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور مسلمانوں کو اسلام کے دشمنوں کے مقابل پر بڑی بڑی فتوحات حاصل ہوئیں۔ تھیں لیکن قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے ان فتوحات کا ذکر کرنے کے باوجود فتح مبین یعنی کھلی اور واضح فتح صرف صلح حدیبیہ اور اس کے معاہدے کو قرار دیا ہے حالانکہ بظاہر وہ معاہدہ ایسی شرائط پر مشتمل ہے جو دشمن کے سامنے سر تسلیم خم کرنے کے مترادف نظر آتی تھیں اور جن کی وجہ سے صحابہ کو بڑا ملال ہوا تھا۔ لیکن بعد کے حالات نے ثابت کر دیا کہ صلح حدیبیہ واقعی فتح مبین تھی اور فتح مکہ سے بھی کہیں زیادہ اہم فتح تھی جو نہ صرف فتح مکہ کا ذریعہ بنی بلکہ تمام جزیرہ عرب کو زیر کرنے اور سارے باشندوں کو اسلام کے فدائی بنا دینے کا موجب ہوئی۔

صلح حدیبیہ اسلام کی عالمگیر فتح کا موجب ہوئی

حقیقت یہ ہے کہ صلح حدیبیہ کے ذریعہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بیشمار مقاصد پورے ہوئے مکہ اور مدینہ کے درمیان لوگوں کی آمد و رفت ہونے لگی۔ وہ لوگ جو برسوں سے ایک دوسرے سے جدا تھے آپس میں ملنے لگے اور کفار کے دل خود بخود اسلام کی طرف مائل ہونے لگے نیز اس معاہدہ کی وجہ سے قریش کی طرف سے مطمئن ہو کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اسلام کے دوسرے خطرناک دشمن یعنی یہود خیبر اور ان کے ہمنواؤں کی طاقت ختم کرنے میں آسانی ہو گئی۔ بڑے بڑے لوگ اسلام قبول کرنے لگے چنانچہ حضرت خالد بن ولید اور حضرت عمرو ابن العاص بھی اسی زمانے میں مسلمان ہوئے اور اس صلح کے ذریعہ کفار نے مسلمانوں کو ایک عظیم سیاسی اور مادی طاقت کے طور پر تسلیم کر لیا۔

اس معاہدے کے ذریعہ جو آزادی ملی۔ مکہ میں رہنے والے مسلمانوں نے اس سے فائدہ اٹھاتے ہوئے مکہ سے نکل کر عیص کے مقام پر رہنا شروع کر دیا اور قریش کے تجارتی قافلوں کو روک کر مال غنیمت حاصل کرنے لگے چنانچہ ان کے حملوں سے تنگ آکر قریش خود مجبور ہو گئے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو عرض کریں کہ ہم اس معاہدے کی شرائط سے باز آئے جو مسلمان چاہے مدینہ جا سکتا ہے چنانچہ اس کے بعد حضرت ابو جندلؓ اور ان کے ساتھی مدینہ آگئے گویا جس صلح کو شکست سمجھا گیا وہ عالمگیر کامیابیوں کا پیش خیمہ ثابت ہوئی اس کے بعد مسلمانوں کی تعداد میں غیر معمولی اضافہ ہوا مختلف سلطنتوں کے حکمرانوں اور بادشاہوں کو دعوت اسلام دی گئی اور آخر کار حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ صرف مکہ فتح کر لیا بلکہ سارے عرب اور ہمسایہ ملکوں میں اسلام کی بنیادیں ایسی مضبوط اور مستحکم ہو گئیں کہ اسلامی سلطنت دنیا کی سب سے بڑی سلطنت بن گئی اور اسلام دنیا کے تمام ممالک میں پھیل گیا اور ان تمام فتوحات کے لئے راستہ کھولنے کا موجب اور ذریعہ اللہ تعالیٰ نے اس صلح حدیبیہ کو بنایا جسے ابتدا میں مسلمانوں نے شکست سے تعبیر کیا تھا حالانکہ وہ صلح واقعی "فتح مبین" اور ہر لحاظ سے بے نظیر فتح تھی اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ وَبَارِکْ وَسَلِّمْ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ

قد اور وزن کی کیوز

کسی عضو کا سوکھا پن	Atropy Cure
بونا پن۔ چھوٹا قد	Dwarfishness Cure
بڑھا ہوا پیٹ	Enlarged Abdomen Cure
بدن سوکھنا۔ سوکڑے والے بچے	Marasmus Cure
موٹاپا۔ بھاری جسم۔	Obesity Cure

ایک سے زیادہ کیوز اکٹھی بھی استعمال ہو سکتی ہیں کمیشن دینے پر 15 روپے فی کیور ڈاک سے 5/- روپے زائد۔ لٹریچر فری۔

خاص سٹاکسٹ

لاہور :- بزی بی کیمسٹ کمرشل بلڈنگ مال روڈ چوک انارکلی۔
لاہور :- افضل میڈیکل سٹور ملتان روڈ چوک یتیم خانہ۔
لاہور :- مبشر میڈیکوز چوک میو ہسپتال۔
لاہور :- خان برادرز میڈیکل اینڈ جنرل سٹور شالیمار لنک روڈ
فیصل آباد :- کریم میڈیکل ہال گول امین پور بازار۔
ملتان :- الطاف میڈیکل ہال صدر بازار۔
جھنگ :- خالد میڈیکل ہال کورٹ روڈ۔
کوئٹہ :- غفور میڈیکل سٹور سورج گنج بازار۔
کراچی :- خواجہ میڈیکل سٹور بالمقابل ایمپریس مارکیٹ صدر

صنعت معیار کیو میڈیسن کمپنی (رجسٹرڈ) ربوہ کا نشان

چہرے کی خوبصورتی کے لئے
چنبیلا کریم
مشہور دواخانہ گوجرانوالہ

نظر اور آنکھوں کی خوبصورتی کے لئے
نظام کاجل
دواخانہ حکیم نظام جان پوسٹ بکس ۲۲۲
چوک گھنٹہ گھر گوجرانوالہ فون ۳۹۹۷
اقصیٰ چوک ربوہ

AL - FURQAN MOTORS LIMITED
Authorised Dealers of National Motors Ltd.
For Genuine TOYOTA Parts

ٹویوٹا گاڑیوں کے ہر قسم کے اصلی
پُرزہ جات درج ذیل پتہ پر حاصل کریں
الفرقان موٹرز لمیٹڈ
۴۷ تبت سنٹر۔ ایم اے جناح روڈ کراچی ۔۳۔
فون : ۷۴۶۰۹

شکور پارک ہاؤسنگ سکیم ربوہ
باقاعدہ ٹاؤن کمیٹی ربوہ سے منظور شدہ
ہر قسم کے نقص سے پاک ۔ حق شفعہ سے مبرا ۔ مکمل ضمانت
فوری رجسٹری اور فوری قبضہ

شکور پارک جس میں پختہ سڑکیں ۔ نالیاں ۔ بجلی ۔ میٹھے پانی کی سپلائی ۔ ٹیلی فون اور سوئی گیس بفضل تعالیٰ مہیا کی جائے گی۔

شکور پارک بہترین موقعہ ۔ ایک طرف محلہ دارالرحمت شرقی ب بلاک ۲۴ کی ۴۰ فٹ سڑک دوسری طرف محلہ ناصر آباد اور مبارک کالونی ۔ چنیوٹ ساہیوال روڈ کے اندر بطرف ربوہ

شکور پارک مسجد اقصیٰ کے پہلو میں بیرکوں کے ساتھ ۱۲ فیصد رعایت ابھی جاری ہے ۔ احباب فائدہ اٹھائیں ۔ بفضل تعالیٰ دسمبر ۸۲ء تک ترقیاتی سکیم مکمل ہو جانیکی گارنٹی ۔

رابطہ کے لئے
(پختہ سڑکیں آخری مرحلہ میں)

پروپرائٹر :-
★ حاجی عبد السمیع ۱۶/۲۵ باسط منزل محلہ دارالرحمت شرقی ب ربوہ
فون گھر ۴۱۶ دوکان ۶۱۴

★ مومن اسٹیٹس پراپرٹی ڈیلر گولبازار ربوہ فون ۵۱۷
★ علی اسٹیٹس اقصیٰ چوک ربوہ فون ۶۶۴
★ صدیق اسٹیٹس ایجنسی اقصیٰ چوک ربوہ فون ۶۴۰
★ مسائل و وسائل کا سنگم املاک کنسرن پراپرٹی و جنرل بزنس ریلوے روڈ ربوہ